

صدف تبسم

ریسرچ اسکالر
شعبہ اُردو، جامعہ کراچی

امیر مینائی کے غیر مطبوعہ اُردو قصائد (ایک تحقیقی مطالعہ)

ABSTRACT

The unpublished panegyric odes by Ameer Meenai
By Sadaf Tabassum, Research Scholar, Department of Urdu, University of Karachi.

Ameer Meenai (1829-1900) was an Urdu poet known for his classical style as well as his versatility. There are a number of Qaseedas (panegyric odes) of Ameer Meenai that still remain unpublished. This article traces, introduces and evaluates 36 rare and unpublished Qaseedas of Ameer Meenai, with their first couplets and poetic meter (behr).

منشی امیر احمد امیر مینائی کا نام اُردو ادب میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ بحیثیت ادیب و شاعر ایک بلند مقام و مرتبہ رکھتے ہیں۔ شعری اور ادبی حیثیت کے علاوہ اپنے وقت کی صاحبِ فضل و کمال ہستیوں میں سے ایک تھے۔ نام امیر احمد، امیر تختلے کرتے تھے۔ لکھنؤ کے معروف بزرگ حضرت مخدوم شاہ میاں کی اولاد میں ہونے کے سبب مینائی (۱) کا لاحقہ لگا اور دنیا کے شعروادب میں امیر مینائی کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ ۱۶ شعبان المعظم ۱۲۴۴ھ بمطابق ۱۸۲۹ء (۲) کو بروزِ دو شنبہ دن کے ساڑھے دس بجے لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام شیخ کرم محمد مینائی تھا جو اپنے وقت کے جلیل القدر بزرگ اور فاضل علوم شرقیہ تھے۔ انھوں نے اپنے بیٹے کو بنیادی عربی اور فارسی کی تعلیم دی اور اس کے بعد لکھنؤ کے نامور علماء کے حوالے کر دیا تا کہ علوم کی تکمیل ہو سکے۔ اُس وقت لکھنؤ میں مولوی تراب علی، مفتی محمد یوسف فرنگی محل اور مفتی سعد اللہ مراد آبادی کی دھوم تھی، امیر مینائی نے مذکورہ حضرات سے علوم و فنون کی تکمیل کی۔ اس کے علاوہ طب، نجوم اور جفر کے رموز و نکات سے بھی واقفیت حاصل کی اور سنسکرت اور ہندی وغیرہ کا بھی علم حاصل کیا۔ سلسلہ چشتیہ صابریہ میں حضرت امیر شاہ صاحب رام پوری سے بیعت و خلافت حاصل کی (۳)۔

امیر کو شاعری کا شوق بچپن سے تھا لیکن والد کی نصیحت کی وجہ سے عرصے تک شاعری شروع نہ کی۔ حصولِ تعلیم کے بعد مشقِ سخن کی طرف متوجہ ہوئے اور اس وقت کے ممتاز شاعر مظفر علی اسیر کی شاگردی اختیار کی۔ اسیر کو دربارِ اودھ میں

رسائی حاصل تھی چنانچہ ان ہی کے توسط سے ریاست کے حکمران واجد علی شاہ اختر کے دربار میں پہنچے۔ اور نواب صاحب کی ایک فارسی تصنیف ”صوت المبارک“ کی شرح لکھی اور واجد علی شاہ کے کبوتروں کی شان میں ایک مثنوی (۴) لکھ کر ان کی توجہ حاصل کی اور اپنی صلاحیتوں کا انعام و اکرام پایا۔ جب ۱۸۵۲ء میں ریاست پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا تو یہ کچھ عرصے کے لیے کاکوری چلے گئے جہاں معروف نعت گو شاعر محسن کاکوری سے قرب حاصل ہوا اور امیر کی نعت گوئی کو بے حد جلال ملی۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگاموں کے باعث مصائب اور دشواریوں کا سامن کرنا پڑا اور ان کا کلام جسے انھوں نے ”غیرت بہارستان“ کے نام سے جمع کیا تھا، ضائع ہو گیا۔ کچھ عرصے قیام کے بعد والی رام پور نواب یوسف علی خان ناظم کے بلاوے پر وہ ریاست رام پور چلے گئے اور وہاں عدالت عالیہ کی ملازمت سے منسلک ہو گئے۔ ۱۸۶۵ء میں جب نواب کلپ علی خان ریاست کے حکمران بنے تو انھوں نے امیر کی کافی قدر افزائی کی اور انھیں اپنا استاد و سخن مقرر کیا۔ اور ”ملک الشعرائی“ کے خطاب سے نوازا۔ جب وہاں ان کے حالات بہتر ہو گئے تو انھوں نے اپنے استاد مظفر علی امیر کو بھی وہاں بلا لیا۔

امیر کی علمی دلچسپیوں اور کاوشوں کا دائرہ زیادہ وسیع اور ہمہ جہت تھا۔ غزل کے ساتھ دیگر شعری و نثری اصناف مثلاً قصیدہ، مثنوی، واسوخت، سہرے، رباعیات اور دیگر اصناف میں بھی ان کی کاوشیں نمایاں ہیں۔ ان میں زبان دانی کا ملکہ تھا جس کے باعث اور اپنی خاص دلچسپی کے تحت انھوں نے کئی زبانوں مثلاً فارسی، عربی اور سنسکرت میں مہارت حاصل کر لی تھی۔ اسی ذیل میں لغت نویسی سے انھیں ایسی رغبت ہوئی کہ شاعری کے ساتھ ساتھ وہ اس کے لیے بھی مخصوص ہو کر رہ گئے۔ متعدد لغات انھوں نے ترتیب و تالیف کیں۔ اس ضمن میں ان کا سب سے وقیع کارنامہ ”امیر اللغات“ کی ترتیب ہے۔ جسے اس وقت کے حکمران نواب کلپ علی خان کی سرپرستی میں مرتب کی کرنے کی تحریک ملی تھی لیکن نواب صاحب کے انتقال (۵) اور زمانے کی ناقدری کے ساتھ امیر کی عمر نے بھی ان سے وفانہ کی اور اس کی صرف تین (۳) جلدیں شائع ہو سکیں جن میں سے پہلی دو جلدیں پہلی بار ۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۲ء میں مطبع مفید، آگرہ سے شائع ہوئیں جب کہ تیسری جلد بہت بعد میں ۲۰۱۰ء میں شعبہ اردو پنجاب یونیورسٹی سے شائع ہوئی۔ امیر نے لغات کی ضمن میں کئی اور کام بھی کیے جو لغت نویسی سے ان کی دلچسپی ہی نہیں ان کی مہارت کے بھی ثبوت ہیں۔

امیر نے نظم و نثر دونوں میں کمالات دکھائے ہیں۔ تصانیف میں ”غیرت بہارستان“ پہلا شعری مجموعہ تھا جو اشاعت کے لیے تیار تھا لیکن ۱۸۵۷ء کے ہنگاموں کی نظر ہو گیا۔ مطبوعہ دووین میں ”مرآۃ الغیب“ (۶) اور ”صنم خانہ عشق“ (۷)، ایک نعتیہ دیوان ”محمّد خاتم النبیین“ (۸) شامل ہیں۔ ان کی فردیات کا انتخاب ”جوہر انتخاب“ اور ”گوہر انتخاب“ کے نام سے شائع ہو چکا ہے اس کے علاوہ ایک ”مجموعہ واسوخت“ (۹) اور ”قصائد امیر“ (۱۰) کے نام سے امیر

کے چند قصائد بھی اشاعت کا جامہ پہن چکے ہیں۔

ریاست رام پور میں امیر نے اپنی زندگی کے ۴۳ سال گزارے لیکن آخری عرصے میں دربار کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں سے تنگ رہے اور مالی حالات کافی خراب ہو گئے، امیر اللغات کی تکمیل کے خواب کو پورا کرنے کے لیے امیر نے تن من کی بازی لگادی، آخر عمر میں جب کہ طبیعت بھی کافی ناساز تھی ریاست حیدرآباد کے حکمران میر محبوب علی کی دعوت پر ۱۹۰۰ء میں وہاں کا قصد کیا کہ شاید لغت پوری کرنے کی کوئی سبیل بن جائے۔ حیدرآباد کے عماندین اور عقیدت مندوں کے ساتھ ساتھ نواب مرزا داغ نے بھی ان کا استقبال کیا۔ لیکن اس سفر کے دوران ہی اس قدر علیل ہوئے کہ میر محبوب علی خان سے ملاقات بھی نہ کر سکے اور اسی حالت میں ۱۹ جمادی الآخر ۱۳۱۸ھ بمطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۰ء (۱۱) کو عیسوی سال کے مطابق اکھتر برس سات مہینے، بیس دن کی عمر میں راہی ملکِ عدم ہوئے۔

علوم و فنون میں متنوع نثری تصانیف، لغات اور فارسی و اردو شاعری کی دیگر اصناف میں امیر کی لکھی ہوئی اکثر تصانیف تاحال منظر عام پر نہیں آسکیں جس سے امیر کا مرتبہ صحیح معنوں میں مرتب کیا جاسکے، غزل ہو یا مثنوی، قصیدہ ہو یا دوا سوخت یا پھر اور کوئی شعری صنف، امیر کی اصل شہرت دراصل شاعری ہے جس میں وہ اپنے محاسن شعری کے باعث ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ ان کے کلام میں زبان و بیان کی جاذبیت اور سالیب کی انفرادیت کے ساتھ ساتھ خیالات کی ندرت اور احساسات و جذبات کی چاشنی اس حد تک موجود ہے کہ وہ درست طور پر اپنے معاصرین میں ایک خاص وقار اور امتیاز لیے ہوئے ہیں۔ یک سرے خیالات اور نکتہ آفرینی ان کی شاعری کا ایک ایسا امتیازی وصف ہے جو دیگر معاصر کلاسیکی شعراء میں انھیں ممتاز اور نمایاں رکھتا ہے۔ اسلوب میں بلا کی سادگی اور اختصار ہے، ابلاغ مکمل اور واضح ہوتا ہے لیکن ان کے بیان کردہ اکثر خیالات میں نیا پن اور بیان کی ندرت چونکا نے میں اس طرح کامیاب رہتی ہے کہ پڑھنے سننے والا چونکتا بھی ہے، لطف بھی لیتا ہے اور توقف کر کے مزید لطف لیتا اور دہراتا رہتا ہے۔ گردشِ زمانہ نے امیر کے کلام کو تہہ خاک ڈال دیا تھا لیکن اب یہ دھول ہٹی ہے تو اردو شاعری کی کئی اصناف میں امیر کا مرتبہ متعین کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ امیر مینائی بحیثیت غزل گو اور نعت گو شاعر کے پہچانے جاتے ہیں کیوں کہ ان کے دو غزلیہ اور ایک نعتیہ دیوان منظر عام پر آچکا ہے لیکن آج تحقیق اور تلاش نے امیر کو قصیدہ نگار، مثنوی نگار، تاریخ گو اور لغت دان وغیرہ کی حیثیت سے سامنے لا کر ہر صنف کی تاریخ میں ان کا مقام واضح کر دیا ہے۔

امیر ایک پُرگو شاعر تھے انھوں نے اس کے علاوہ بھی دیگر اصناف میں طبع آزمائی کی ہے مثلاً سہرے، رباعیات، سلام، شہر آشوب، پہیلیاں، کہہ مکرنیاں وغیرہ وغیرہ۔

اردو قصیدہ نگاری کی تاریخ میں امیر مینائی بحیثیت قصیدہ نگار نظر تو آتے ہیں لیکن ان کے قصائد کی کمی کے باعث

ان کی ماہرانہ صلاحیتیں پس پردہ ہی رہیں۔ امیر کے قصائد پر اگر نظر ڈالی جائے تو امیر کے پہلے مطبوعہ دیوان ”مراۃ الغیب“ میں امیر کے سات (۷) مدحیہ قصائد شائع ہوئے ہیں جو نواب کلپ علی خان کی مدح میں لکھے گئے ہیں۔ یہی سات قصائد مکتبہ سلطانی، ممبئی سے ”قصائد امیر“ کے نام سے ۱۹۲۲ء شائع ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے پانچ (۵) قصیدے ان کے نعتیہ دیوان ”محامد خاتم النبیین“ میں شامل ہیں جو آنحضرت ﷺ اور حضرت علیؑ کی شان میں ہیں۔ ان قصائد کے علاوہ امیر کے چند قصیدے مختلف رسائل مثلاً ”اردو زبان“ اور ”نگار“ میں بھی شائع ہوئے۔ کچھ قصائد امیر کے شاگردوں نے امیر کی سوانح میں شامل کیے ہیں جن میں سے کچھ تو انتخاب ہیں اور کچھ مکمل قصائد جو اس وقت دستیاب ہوئے قارئین کے لیے پیش کر دیے گئے تھے۔ اس طرح امیر کے مطبوعہ قصائد کی کل تعداد اٹھارہ (۱۸) ہے۔ امیر کے غیر مطبوعہ قصائد ہمیں نبیرہ امیر مینائی جناب اسرائیل احمد مینائی سے دستیاب ہوئے راقم نے اصل نسخوں کا بہ نظر غائر مطالعہ کیا ہے اور ان کی عکسی نقول بھی حاصل کی ہیں۔ ان تمام قصائد کو یکجا کر کے جس میں مطبوعہ اٹھارہ (۱۸) اور غیر مطبوعہ پینتیس (۳۵) دونوں قصائد شامل ہیں اور کل تعداد تریپن (۵۳) ہوتی ہے۔ اپنے پی۔ ایچ۔ ڈی کے مقالے کے لیے تحقیق و تدوین کا موضوع چنا ہے۔ یہاں امیر کے تمام دستیاب قصائد (مطبوعہ اور غیر مطبوعہ) کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے جو دراصل اردو قصیدے کی تاریخ میں امیر کو بحیثیت قصیدہ نگار ثابت کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرے گا۔

امیر کے مطبوعہ قصائد:

امیر مینائی کے قصیدے جو ان کے مطبوعہ دواوین ”مراۃ الغیب“ ۱۲۹۰ھ بمطابق ۱۸۷۵ء اور ”محامد خاتم النبیین“ ۱۲۸۹ھ بمطابق ۱۸۷۴ء میں طبع ہوئے صرف (۱۲) بارہ ہیں، ان میں پانچ (۵) قصیدے نعتیہ اور بزرگان دین کی شان میں ہیں جب کہ سات (۷) قصیدے مدحیہ ”نواب کلپ علی خان“ کی مدح میں ہیں مطبوعہ قصائد جو امیر کے دونوں دواوین میں شائع ہیں ان میں سات قصیدے جو ”مراۃ الغیب“ کا حصہ ہیں ”قصائد امیر“ کے نام سے ۱۹۲۹ء میں مکتبہ سلطانی، ممبئی سے علیحدہ شائع ہوئے اور یہی سات قصائد ”مراۃ الغیب“ کے جدید ایڈیشن بہ اہتمام نبیرہ امیر مینائی جناب اسرائیل احمد مینائی، ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئے امیر کے کچھ مدحیہ قصائد مختلف رسائل مثلاً ”نگار“، ”اردو زبان“ اور ”نیرنگ“ میں بھی چھپ چکے ہیں، اور کچھ ان کے شاگردوں نے امیر کی سوانح میں شامل کیے ہیں، یہ رسائل بھی دست بردمانہ کی نظر ہو کر قاری کی نظروں سے اوجھل ہو چکے ہیں اور امیر کی سوانح عمریاں بھی اکثر دستیاب نہیں ہوتیں۔ اسی لیے ہم نے ان قصائد کو بھی مطبوعہ قصائد کی تدوین میں جگہ دی ہے۔ امیر کے پانچوں نعتیہ قصائد ”محامد خاتم النبیین“ میں شامل ہیں۔ اس طرح ہمیں امیر کے اٹھارہ (۱۸) مطبوعہ قصائد دستیاب ہوئے ہیں۔

قصیدہ ایک (۱)

قصیدہ درمدج جناب مستطاب ہلال رکاب انجم خدام نواب محمد کلپ علی خان بہادر دام ملکہم و اقبالہم، مشتعل بر” مناظرۃ دانش و وہم“

یہ قصیدہ ”مراۃ الغیب“ اور ”قصائد امیر“ دونوں میں شامل ہے۔ ممتاز علی آہ نے ”سیرت امیر مینائی“ میں اس کے دو (۲) شعر شامل کیے ہیں، جبکہ ”کریم الدین احمد“ نے ”امیر مینائی اور ان کے تلامذہ“ میں پچیس (۳۲) اشعار کا انتخاب شامل کیا ہے۔ جلیل مانکپوری نے ”کارنامہ امیر مینائی“ میں اس قصیدے کے تیرا سی (۸۳) اشعار شامل کیے ہیں، اور کل تعداد ایک سو پندرہ (۱۱۵) بتائی ہے۔

ارکانِ افعیل: فاعلاتن فَعِلَاتِن فَعِلَاتِن فَعِلَاتِن فَعِلَاتِن

بحر: بحرِ رملِ مثنیٰ مجنون مقصورِ محذوف

تعدادِ اشعار: ایک سو چوبیس (۱۲۴)

مطلع:

تختِ کاغذ پہ ہوا صد در شیش شاہِ قلم
دائرے طبل کی صورت ہیں الف شکلِ علم

قصیدہ دو (۲)

قصیدہ مدحیہ درمدج نواب محمد کلپ علی خان دام ملکہم و اقبالہم۔

یہ قصیدہ ”مراۃ الغیب“ اور ”قصائد امیر“ دونوں میں شامل ہے۔ یہ قصیدہ مصحفی و انشاء کی زمین میں ہے۔ ممتاز علی آہ نے اس قصیدے کے بارہ (۱۲) اشعار کا انتخاب، ”سیرت امیر مینائی“ میں دیا ہے جبکہ ”کریم الدین احمد“ نے اڑتیس (۳۸) اشعار کا انتخاب شامل کیا ہے، جلیل نے ساٹھ (۶۰) اشعار ”کارنامہ امیر مینائی“ میں شامل کیے ہیں۔ اور اشعار کی کل تعداد ایک سو اکتیس (۱۳۱) بتائی ہے۔

ارکانِ افعیل: فاعلاتن فَعِلَاتِن فَعِلَاتِن فَعِلَاتِن فَعِلَاتِن

بحر: بحرِ رملِ مثنیٰ مجنون

تعدادِ اشعار: ایک سو تینتیس (۱۳۳)

مطلع:

تا کجا کو تہی اے دستِ ہوس، کر جیوٹ!
پردہ شرم رُخِ شاہدِ معنی سے اُلٹ!

قصیدہ تین (۳)

بعنوان ”قصیدہ دیگر“ قصیدہ مدحیہ درنواب کلپ علی خان۔

یہ قصیدہ ”مراۃ الغیب“ اور ”قصائد امیر“ دونوں میں شامل ہے۔ بہاریہ تشبیب کے ساتھ غالباً کلپ علی خان کی مسند نشینی کے موقع پر کہا گیا، اس قصیدے کے بارہ (۱۲) اشعار کا انتخاب ممتاز علی آہ نے ”سیرت امیر مینائی“ میں شامل کیا ہے اور اڑتیس (۳۸) اشعار کریم الدین احمد نے اپنے انتخاب میں شامل کیے ہیں۔ جلیل نے بھی ”کارنامہ امیر مینائی“ میں اس کے اڑتیس (۳۸) اشعار شامل کیے ہیں۔ کل تعداد ایک سو سترہ (۱۱۷) بتائی ہے۔

ارکانِ افاعیل: فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بحر: بحرِ رملِ مثنیٰ مقصور و مخذوف

تعدادِ اشعار: ایک سو سترہ (۱۱۷)

مطلع:

فصلِ گل آئی ہوا گلزارِ جنت بوستاں

بڑھ کے رضواں سے ہے ان روزوں دماغِ باغباں

قصیدہ چار (۴)

قصیدہ مدحیہ مشتمل بر مناظرہ شانہ و آئینہ، درمدح نواب کلپ علی خان دامِ مُلکُہم و اقبالہم۔

یہ قصیدہ ”مراۃ الغیب“ اور ”قصائد امیر“ دونوں میں شامل ہے۔ یہ قصیدہ مکالمے کی صورت میں ہے۔ ممتاز علی آہ نے اڑتالیس (۴۸) اشعار اور کریم الدین احمد نے چوالیس (۴۴) اشعار کا انتخاب شامل کیا ہے۔ جلیل نے ”کارنامہ امیر مینائی“ میں پینسٹھ (۶۵) اشعار کا انتخاب شامل کیا ہے، اور کل تعداد ایک سو چودہ (۱۱۴) بتائی ہے۔

ارکانِ افاعیل: فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن رفعان

بحر: بحرِ رملِ مثنیٰ مجنون مقصور و مخذوف

تعدادِ اشعار: ایک سو چودہ (۱۱۴)

مطلع:

مرثدہ اے اہل تماشا کہ ہے ہنگامِ نظر

بزمِ عشرت میں ہوئے جمع حسین رشکِ قمر

قصیدہ پانچ (۵)

قصیدہ مشتمل بر تقریظ، بطریز تازہ روش دل پذیر، درمدح نواب کلپ علی خان والی رام پور درمدح نواب کلپ علی خان والی رام پور۔

یہ قصیدہ ”مرآۃ الغیب“ اور ”قصائد امیر“ دونوں میں شامل ہے۔ یہ قصیدہ کلپ علی خان کی نثر کی تعریف میں ہے، قصیدے کے داخلی شواہد سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ کون سی نثر ہے جس کی تعریف کی گئی ہے، البتہ تحقیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ قصیدہ نواب کلپ علی خان کی فارسی تصنیف ”ترانہ غم“ کے آخر میں بطور تقریظ شائع ہوا تھا، ترانہ غم، نواب کلپ علی خان نے اپنے مرشد مولانا عبدالرشید کی وفات سے متاثر ہو کر تعزیت کے طور پر لکھی تھی (۱۲)۔ کریم الدین احمد نے اپنی کتاب میں اس قصیدے کے اٹھارہ (۱۸) اشعار کا انتخاب شامل کیا ہے جبکہ جلیل مانک پوری نے ”کارنامہ امیر مینائی“ میں پورا قصیدہ شامل کیا ہے۔

ارکانِ افاعیل: مفاعِلن فعِلاتن مفاعِلن فعِلن رفعِلان

بحر: بحرِ مجتث مثنیٰ مقصورہ مخدوف

تعدادِ اشعار: ساٹھ (۶۰)

مطلع:

ہوا جو شاہدِ ماہِ آسمان پہ جلوہ منروش
عزیزِ ہالہ پھر اگر دکھول کر آغوش

قصیدہ چھ (۶)

قصیدہ مشتمل بر مضامین تعزیت، درمدح نواب کلپ علی خان۔

یہ قصیدہ ”مرآۃ الغیب“ اور ”قصائد امیر“ دونوں میں شامل ہے۔ کلپ علی خان کے دو صاحبزادے صغریٰ مسیں فوت ہو گئے تھے امیر نے ان کی وفات کے بعد نواب کلپ علی خان کی شان میں قصیدہ کہا تو اس کی تمہید مسیں تعزیتی مضامین کہے۔ ممتاز علی آہ نے ”سیرت امیر مینائی“ میں اس قصیدے کے تین (۳) شعر اور کریم الدین احمد نے اپنی کتاب ”امیر مینائی اور ان کے تلامذہ“ میں اٹھائیس (۲۸) اشعار کا انتخاب شامل کیا ہے۔

ارکانِ افاعیل: مفاعِلن فعِلاتن مفاعِلن فعِلن

بحر: بحرِ مجتث مثنیٰ سالم

تعدادِ اشعار: انہتر (۶۹)

مطلع:

سپاہِ اشک کی آنکھوں نے کی ہے تیاری
کہو کہ نیندِ مشرگاں کرے علمِ داری

قصیدہ سات (۷)

قصیدہ دردمج جناب مستطاب معلی القاب آیہ رحمت والی نعمت کلپ علی خان بہادر دام اقبالہ۔
یہ قصیدہ ”مراۃ الغیب“ اور ”قصائد امیر“ دونوں میں شامل ہے۔ قصیدے کے داخلی شواہد کے مطابق گورنر جنرل کے ورو ورام پور اور نواب کلپ علی خان کو خلعت ملنے کے موقع پر کہا گیا۔ لیکن کسی بھی تاریخ میں کسی گورنر جنرل کے رامپور جانے کا ذکر نہیں ملتا، البتہ ”اخبار الصنادید جلد دوم“ کے مطابق لیفٹننٹ گورنر ولیم میور اور کمانڈر انچیف لارڈ وسیر البتہ رام پور آئے تھے (۱۳)۔ ممتاز علی آہ کے مطابق ”۱۰ جون ۱۸۶۵ء کو گورنمنٹ کی طرف سے نواب مدوح کی باضابطہ مسند نشینی عمل میں آئی اور اس کے بعد ملکہ معظمہ کے حضور سے گورنر جنرل بہادر کی معرفت خلعت خاص آیا، امیر نے یہ قصیدہ اسی جشن کے موقع پر پیش کیا (۱۴)۔ اس بات کا ذکر کریم الدین احمد نے بھی کیا ہے۔ ممتاز علی آہ نے اس قصیدے کے دس (۱۰) اشعار کا انتخاب شامل کیا ہے جبکہ کریم الدین احمد نے بہتر (۷۲) اور جلیل مانکپوری نے چھتیس (۲۶) اشعار کو اپنے انتخاب میں جگہ دی ہے اور کل تعداد ایک سو اسی (۱۶۱) بتائی ہے۔

ارکانِ افعیل: فاعلاتن فَعِلَاتن فَعِلَاتن فَعِلَاتن

بحر: بحرِ رملِ مشمنِ مجنونِ مقصور و محذوف

تعدادِ اشعار: ایک سو باسٹھ (۱۶۲)

مطلع:

عالمِ باغ میں پہنچا میں عجب باغِ مسی کل
شجرِ طور کو جس باغ کی کہیے کونسل

قصیدہ آٹھ (۸)

قصیدہ دردمج نواب حامد علی خان بہ موقع نزول و اجلال۔ ”کارنامہ امیر مینائی“ میں جلیل مانکپوری نے یہ مکمل قصیدہ شامل کیا ہے۔ اور اس کے چوتھ (۷۴) اشعار درج کیے ہیں۔ ہمیں یہ قصیدہ سوائے جلیل کی کتاب کے کہیں اور دستیاب نہیں ہو سکا، اسی لیے جلیل کے دیے گئے قصیدے کو ہی من و عن تحریر کر دیا گیا ہے۔ ابو محمد سحر صاحب کے مطابق اس کا ایک نسخہ رضا لاہوری رام پور کی ملکیت ہے (۱۵)۔

امیر نے اس قصیدے کی تشبیہ میں نواب حامد علی خان کے دور میں ہونے والی کارخانوں کی ترقی اور مسجد و مسافر خانے کی تعمیر کے بارے میں بیان کیا ہے۔ اور مسجد کی تعریف کرتے ہوئے ایک حکایت نظم کی ہے۔ ”مسجد دریا کے کنارے واقع تھی۔ ابھی اس کی تعمیر ہو رہی تھی کہ بارش کی زیادتی کی وجہ سے دریا کا پانی چڑھنے لگا۔ برسات کے بعد پانی اُترتا تو مسجد خطرے سے محفوظ ہوئی۔“ امیر نے اس قصیدے میں خوبصورتی کے ساتھ اسے بیان کیا ہے۔

ارکانِ افاعیل: فاعلاتن فعلاتن فعلن رفعان

بحر: بحرِ رملِ شمنِ مخبون مقصورِ مخذوف

تعدادِ اشعار: چوہتر (۷۴)

مطلع:

واہ کیا اخترِ اقبالِ ریاست چکا
کہ انا الشمس کی ہر ذرے سے آتی ہے صدا

قصیدہ نو (۹)

قصیدہ در تہنیتِ عید الاضحیٰ، بحضورِ قیصرِ شانِ نواب شاہجہاں بیگم ستارہ ہند، والیہ بھوپال، یہ قصیدہ ۱۸۹۷ء میں جب امیر نے بھوپال کا سفر کیا تب والیہ بھوپال کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ یہ قصیدہ ”ہماری زبان“ علی گڑھ ۱۹۶۱ء میں شائع ہوا اور بقول ابو محمد سحر صاحب کے ”کتاب گھر بھوپال“ کی ملکیت ہے (۱۶)، اس قصیدے کو کریم الدین احمد نے اپنی کتاب ”امیر مینائی اور ان کے تلامذہ“ میں مکمل شائع کیا ہے (۱۷)۔ اس کے علاوہ ”ادبی دنیا“ مارچ ۱۹۷۰ء شمارہ ۲۹ میں ابو محمد سحر کے حوالے کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ ہمیں اس قصیدے کا ایک نسخہ نمبر ۱۰ امیر جناب اسرار نیل احمد مینائی کی دستاویزات سے دستیاب ہوا جو نقل شدہ ہے اور ایک فائل میں موجود ہے جس پر کاتب کا نام ندارد ہے اور نہ ہی کوئی مُہر ہے۔

ارکانِ افاعیل: مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

بحر: بحرِ ہزجِ شمنِ سالم

تعدادِ اشعار: بیالیس (۳۲)

مطلع:

عروسِ عید کے قربان کیا رنگت نکالی ہے
ہنسی ہونٹوں پہ، سُرخِ گال پر منہ پر بحالی ہے

قصیدہ دس (۱۰)

قصیدہ درمدوح نواب شاہجہاں بیگم والیہ بھوپال، بہ تقریب عید الفطر۔ یہ قصیدہ ”نگار“ جولائی ۱۹۵۴ء اور ”ادبی دنیا“ مارچ ۱۹۷۰ء شمارہ ۲۹ میں شائع ہو چکا ہے اس کے علاوہ جلیل ماکپوری نے ”سوانح امیر“ میں یہ مکمل قصیدہ شامل کیا ہے۔ اس کا کوئی قلمی نسخہ دستیاب نہیں ہو سکا۔

ارکانِ افاعیل: فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فععلن

بحر: بحرِ رملِ مشمنِ مخبون

تعدادِ اشعار: پینتیس (۳۵)

مطلع:

چاندنی رات ہے اور ابر ہے تھوڑا تھوڑا
ساقیا آج کی شب مے کا غضب ہے توڑا

قصیدہ گیارہ (۱۱)

قصیدے میں مدوح کا نام موجود نہیں ہے۔ امیر کے اس قصیدے کا ایک مجلد نسخہ نبیرہ امیر جناب اسرار سیل احمد مینائی کی دستاویزات سے ملا ہے اور اس کے علاوہ کریم الدین احمد نے اپنی کتاب ”امیر مینائی اور ان کے تلامذہ“ میں یہ مکمل قصیدہ تصریح کے ساتھ شامل کیا ہے، بقول کریم الدین احمد، ”یہ قصیدہ ان کے مرید اور شاگرد مہدی علی خان“ کے قلم کا لکھا ہوا ہے، قصیدے میں سرخ روشنائی سے کچھ تبدیلیاں جلیل ماکپوری نے کی ہیں، کہا جاتا ہے کہ حضرت جلیل نے یہ قصیدہ اپنے نام سے حضورِ نظام میں پیش کیا۔ مقطع میں جلیل نے امیر تخلص قلم زد کر کے ”جلیل“ لکھا ہے۔ (۱۸)“

دستیاب شدہ نسخہ دراصل وہی نسخہ ہے جس کا کریم الدین احمد صاحب نے ذکر کیا ہے جس پر جلیل کے ہاتھ سے سرخ روشنائی سے جابجا الفاظ کو قلم زد کر کے تبدیل کر دیا گیا ہے۔ قلمی، خوشخط نسخہ ہے جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کرم خوردہ اور آب رسیدہ ہو گیا ہے، صفحات بھی زرد ہو گئے ہیں، اس نسخے پر بھی ”ادریس احمد خالد مینائی“ کی مہر موجود ہے۔ ناقص الاول ہونے کی وجہ سے شروع کے نو (۹) اشعار موجود نہیں ہیں جو کریم الدین احمد کی مدد سے یہاں لکھے گئے ہیں۔ کریم الدین احمد صاحب کے ہاں کچھ الفاظ ناخواندہ ہونے کے باعث انھوں نے قیاسی تصحیح کی ہے جسے ہم نے اصل نسخے کی مدد سے درست کر لیا ہے۔

ارکانِ افاعیل: مفاعلن فعلاتن مفاعلن فععلن

بحر: بحرِ مجتثِ مشمنِ سالم

سپید فرش کی حاجت ہوئی کہو یہ شتاب
کہ دھوکے چاند نیاں لائے گازِ رمہتاب

قصیدہ بارہ (۱۲)

درمدح حضور نواب میر محبوب علی خان بہادر خسر و دکن۔ یہ قصیدہ ”نیرنگ“ امیر نمبر فروری ۱۹۳۰ء، دہلی میں شائع ہوا۔ محوی صدیقی اور نگ آباد دکن کی اس تحریر کے ساتھ یہ قصیدہ ”نیرنگ“ امیر نمبر میں شامل کیا گیا۔

”ملک الشعراء امیر مینائی کا ایک قصیدہ ”نیرنگ امیر“ کے لیے ہدیہ ہے۔ یہ قصیدہ اب تک چھپا نہیں تھا مگر حال میں اس کا شبی حصہ حضرت فصاحت جنگ جلیل نے اپنی کتاب ”سوانح امیر مینائی“ میں درج کیا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ بہت سے ایسے قصائد اور غزلیں ہیں جنہیں ہنوز پریس کی صورت دیکھنا نصیب نہیں ہوئی۔ دیکھا دیکھیے ان کے ممتاز جانشین اور لائق و فائق فرزند کب اس فرض سے سبکدوش ہوتے ہیں۔ یہ قصیدہ کئی سال ہوئے میرے عزیز و محترم دوست مولوی صدیق الزماں وفا مینائی نے دیا تھا کہ کہیں شائع کرادوں، لیکن ہنوز میرے پاس پڑا رہا۔ کیا خبر تھی نیرنگ امیر نمبر کے لیے قدرت نے اسے انتخاب کر رکھا تھا۔ حق بحق دارر سید“ (۱۹)۔ جلیل مالک پوری نے ”سوانح امیر“ میں اس کے ستر (۷۰) اشعار کا انتخاب شامل کیا ہے۔ اور کل تعداد ایک سو اٹھاون (۱۵۸) بتائی ہے۔ ابو محمد سحر صاحب نے بھی اس قصیدے کی معلومات فراہم کرتے ہوئے جلیل کی کتاب کا ہی حوالہ دیا ہے۔

ارکانِ افاعیل: فاعلاتن فعلا تن فعلن رفعان

بحر: بحر رمل مثنیٰ مجنون مقصور محمدوف

تعداد اشعار: ایک سو پچاس (۱۵۰)

مطلع:

اللہ اللہ رے بہارِ چمنستانِ دکن
اللہ اللہ رے بہارِ چمنستانِ دکن

قصیدہ تیرہ (۱۳) مطبوعہ

قصیدہ درمدح نواب مشتاق علی خان، گورنر جنرل کی طرف سے خلعتِ مسند نشینی ملنے کے موقع پر لکھا گیا۔ ممکنہ کوششوں کے باوجود راقم کو اس قصیدے کا کوئی نسخہ حاصل نہیں ہو سکا، ابو محمد سحر صاحب کے مطابق اس کا مطلقاً و مذہب نسخہ

رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے۔ جلیل مائیکپوری نے اس قصیدے کے اٹھائیس (۶۸) اشعار کا انتخاب اپنی کتاب ”سوانح امیر مینائی“ میں دیا ہے جو یہاں شامل کیا گیا ہے۔ یہ قصیدہ نامکمل ہے کیوں کہ جلیل اور ابو محمد سحر کے مطابق اس قصیدے میں ایک سو اٹھاس (۱۴۹) اشعار ہیں۔ اصل نسخے تک رسائی کے لیے راقم کی کوششیں بدستور جاری ہیں جیسے ہی ممکن ہو اسے مکمل پیش کیا جائے گا۔

ارکانِ افاعیل: فاعلاتن فعلاتن فعلتن
بحر: بحرِ رملِ مثنیٰ مجنون مقصورِ مخدوف
تعدادِ اشعار: اڑسٹھ (۶۸)
مطلع:

شام ہوتے ہی جو نیند آگئی اندک اندک
نظر آئی مجھے اک برقِ تجلی کی چمک

نعتیہ قصائد (مطبوعہ)

قصیدہ چودہ (۱۴) نعتیہ

”محمد خاتم النبیین“ میں شائع ہوا اس کے علاوہ امیر کے دستیاب شدہ قلمی نسخوں میں بھی موجود ہے۔ قصیدہ نعتیہ جو آنحضرت ﷺ کی مدح میں لکھا گیا ہے۔ اس کے دُعائیہ میں کلب علی خان کے لیے دُعائی گئی ہے۔ اس زمین میں سب سے پہلے کرامت علی شہیدی نے قصیدہ لکھا پھر جناب محسن کا کوروی مرحوم نے نعت گوئی کی اور اس کے باجود امیر نے اس زمین میں نہ صرف خوب صورت قصیدہ لکھا بلکہ ایک دوغزل بھی کہا جو دیوان میں شامل ہے۔ جلیل مائیکپوری نے اس قصیدے کے اکتیس (۳۱) اشعار شامل کیے ہیں جبکہ کریم الدین احمد نے تینتیس (۳۳) اشعار کا انتخاب دیا ہے۔ جلیل نے تعدادِ اشعار ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) بتائی ہے۔

ارکانِ افاعیل: مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
بحر: بحرِ ہزجِ مثنیٰ سالم
تعدادِ اشعار: ایک سو اٹھائیس (۱۲۸)
مطلع:

فکر امتیازِ جان و جاناں میں کیا حد کا
عروض اب تک نہ آیا ہاتھ اس بیتِ معقّد کا

قصیدہ پندرہ (۱۵) نعتیہ

قصیدہ در منقبت

”محمد خاتم النبیین“ میں شائع ہوا اس کے علاوہ امیر کے دستیاب شدہ قلمی نسخوں میں بھی موجود ہے۔ شانِ نزول اس قصیدے کا یہ ہے کہ ایک روز خاص دربار میں جب نواب خلد آشیاں نے ہوس کے قصیدے کے کچھ اشعار پڑھے اور فرمایا کہ اس زمین میں اب تو ایسا قصیدہ کوئی نہیں کہہ سکتا، یہ سن کر حضرت کو لاگ سی ہو گئی اور منقبت میں یہ قصیدہ کہہا، اور اجازت حاصل کر کے دربار میں قصیدہ سنایا جب اس شعر پر پہنچے۔

بے چارہ ہوس کیا ہے کہے گا جو قصیدہ

ایسے تو بہت ہیں مرے گلشن میں عصفیر

اس کون کر خلد آشیاں نے مسکرا کر فرمایا کہ آپ کی نسبت یہ نہیں کہا تھا۔ آپ تو سب کچھ کہہ سکتے ہیں۔ (۲۰)۔
ثوابی چیزوں میں یہ ان کا سب سے اچھا قصیدہ ہے۔ ممتاز علی آہ نے ”سیرت امیر مینائی“ میں اس کا ایک شعر شامل کیا ہے جبکہ کریم الدین احمد نے تیس (۳۰) اشعار اور جلیل نے پچیس (۲۵) اشعار کا انتخاب دیا ہے۔ کل تعداد بیاسی (۸۲) بتائی ہے۔

ارکانِ افاعیل: مفعول مفاعیل مفاعیل فاعلن مفعولان

بحر: بحر ہزج (زحاف)

تعداد اشعار: کچھتر (۷۵)

مطلع:

کیوں نہ کروں ملکِ معنی کو مسیں تسخیر

خامہ ہے سرِ دستِ ید اللہ کی شمشیر

قصیدہ سولہ (۱۶) نعتیہ

قصیدہ در نعت

”محمد خاتم النبیین“ میں شائع ہوا۔ یہ ایک خوبصورت نعتیہ قصیدہ ہے جس کے پینتالیس (۲۵) اشعار کا انتخاب کریم الدین احمد نے ”امیر اور ان کے تلامذہ“ میں شامل کیے ہیں۔ یہ قصیدہ دستیاب شدہ قلمی نسخے میں موجود نہیں ہے۔

ارکانِ افاعیل: فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن مفعولان

بحر: بحر رمل مثنیٰ مقصورہ مخذوف

تعداد اشعار: ایک سو چوبیس (۱۲۴)

مطلع:

اے خضر! بھول گئی تھی مجھے راہ تگ و تاز
وقت پر آ گئے تم، عمر تمھاری ہو دراز

قصیدہ سترہ (۱۷) نعتیہ

”محمد خاتم النبیین“ میں شائع ہوا۔ قصیدہ در منقبت امام حسینؑ، واقعہ کربلا کا تذکرہ بیان کیا گیا ہے، کریم الدین احمد نے اس کے چھبیس (۲۶) اشعار کا انتخاب شامل کیا ہے۔

ارکان افاعیل: مفاعلن فعلن مفاعلن فعلن

بحر: بحر جثث (زحاف)

تعداد اشعار: چھتر (۷۶)

مطلع:

نشاط دہرے ہو کس طرح یہ دل مانوس
کہ چاردن کی یہ مہماں ہے، مثل شرم عروس

قصیدہ اٹھارہ (۱۸) نعتیہ

”محمد خاتم النبیین“ میں شائع ہوا۔ قصیدہ در نعت، بہارِ یتشیب کے ساتھ خوبصورت نعتیہ قصیدہ ہے۔ کریم الدین احمد نے سولہ (۱۶) اشعار کا انتخاب شامل کیا ہے جبکہ جلیل نے چھبیس (۲۶) اشعار شامل کیے ہیں اور کل تعداد پچپن (۵۵) بتائی ہے۔

ارکان افاعیل: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن رفاعلان

بحر: بحر مضارع (زحاف)

تعداد اشعار: پچپن (۵۵)

مطلع:

لائی ہے کیا چمن میں ہر اک شاخار پھول
دکھلا رہے ہیں باغِ جناس کی بہار پھول

امیر کے غیر مطبوعہ قصائد

امیر نے بڑی تعداد میں قصیدے لکھے جس میں سے صرف اٹھارہ (۱۸) قصیدے منظر عام پر آ سکے۔ اس کے علاوہ امیر کے بے شمار غیر مطبوعہ قصائد ہیں جو قارئین کی نظروں سے اوجھل تھے۔ یہ غیر مطبوعہ قصائد کچھ تو ندر کے ہنگاموں کی نذر ہو گئے، کچھ امیر کے مکان میں آگ لگ جانے کے باعث ضائع ہو گئے اور کچھ وقت کی گرد میں اٹھ جانے کی باعث لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہے۔ اب امیر کے چوٹن (۵۴) غیر مطبوعہ قصائد دستیاب ہوئے ہیں، جبکہ تحقیق یہ کہتی ہے کہ امیر نے ان چوٹن (۵۴) کے علاوہ بھی قصائد لکھے ہیں جو ضائع ہو گئے ہیں۔ نیرہ امیر مینائی جناب اسرائیل احمد مینائی کے پاس امیر کے قصائد کے دو قلمی نسخے دستیاب ہوئے جن پر کسی کاتب کا نام نہیں ہے۔ لیکن داخلی شواہد اور لکھائی سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ امیر کے اپنے ہاتھ کی تحریر نہیں ہے۔ اس کے آخر میں نہ ہی کاتب کا نام ہے اور نہ ہی کوئی ترقیمہ وغیرہ لکھا گیا ہے جس سے اس کے بارے میں کوئی معلومات مل سکے۔

نسخہ اول (جسے نسخہ الف قرار دیا گیا ہے) سرخ جلد کی ایک دفتر ہے جس میں سیاہ روشنائی سے قصائد تحریر کیے گئے ہیں۔ جابجا پینسل سے کچھ تحریریں لکھی ہوئی ہیں، نسخے کے اوّل و آخر میں ”ادریس احمد خالد مینائی“ کے نام کی مہر لگی ہوئی ہے۔ اس نسخے میں ایک سو چوٹن (۱۵۴) صفحات ہیں جن کا سائز ۱۶×۲۰ سینٹی میٹر ہے۔ اس مخطوطے میں پچیس (۲۵) قصیدے ہیں۔ صفحات زرد ہیں لیکن خط بہت صاف نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔

نسخہ دوم (جسے نسخہ ب قرار دیا گیا ہے) سیاہ جلد کی ایک بیاض ہے جس میں سیاہ روشنائی سے قصیدے تحریر کیے گئے ہیں اور جابجا سرخ روشنائی سے حاشیے لگائے گئے ہیں۔ اس کے بارے میں اسرائیل احمد مینائی صاحب کا کہنا ہے کہ یہ سرخ حاشیہ جلیل مالکپوری کے قلم سے لگایا گیا ہے، مزید ثبوت یہ کہ اس میں جابجا جو تحریف نظر آتی ہے وہ ہمیں جلیل کے انتخاب میں بھی نظر آتی ہے۔ اس نسخے میں دو سو نو (۲۰۹) صفحات ہیں جس کا سائز ۱۸×۲۷ سینٹی میٹر ہے۔ اس نسخے میں امیر کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ قصیدوں کو جمع کر دیا گیا ہے۔ کل پینتیس (۳۵) قصیدے ہیں جس میں پچیس غیر مطبوعہ جو نسخہ اوّل میں موجود ہیں اور دس (۱۰) مطبوعہ قصیدے ہیں جو ”مراۃ الغیب“ اور ”محمد خاتم النبیین“ میں چھپ چکے ہیں۔ اس نسخے پر کوئی مہر نہیں ہے۔ نا ہی کسی کاتب کا نام اور ترقیمہ وغیرہ موجود ہے۔

اس کے علاوہ چند قصائد کے قلمی نسخے جو علیحدہ علیحدہ مجلد شکل میں دستیاب ہوئے ہیں ان پر بھی سرخ روشنائی سے جلیل کے قلم کا حاشیہ موجود ہے اور آغاز و اختتام پر ادریس احمد خالد مینائی کی مہر بھی موجود ہے۔ مجلد نسخوں کے علاوہ بھی اسرائیل احمد مینائی کے ذخیرے سے ایک فائل دستیاب ہوئی ہے جس میں کلام امیر مینائی کو لکھوا کر ایک جگہ جمع کیا گیا

ہے۔ جس میں ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریریں ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی نے ان اصل نسخوں سے نقل کر کے انھیں تحریر کیا ہے۔ لیکن کاتب کا نام کہیں تحریر نہیں کیا گیا۔ ان میں کچھ ایسے قصائد بھی ملے جو نہ ہی دیگر نسخوں میں شامل تھے اور نہ ہی کبھی طباعت کے زیور سے آراستہ ہوئے۔

قصیدہ ایک (۱)

در مدح نواب کلپ علی خان بہادر دام ملکہم و اقباہم۔

یہ قصیدہ پہلے نواب کلپ علی خان کی مدح میں لکھا گیا اور بعد میں نواب حامد علی خان کی مسند نشینی کے موقع پر بھی پیش کیا گیا۔ دستیاب شدہ دونوں نسخے (الف) اور (ب) جو نبیرہ امیر مینائی اسرائیل احمد مینائی کی ملکیت ہیں اس میں ممدوح کا نام کلپ علی خان دیا گیا ہے اس وجہ سے ان ہی کو ترجیح دی گئی ہے۔

ابو محمد سحر، جلیل اور آہ نے اپنی کتب میں اس قصیدے کو نواب حامد علی خان سے منسوب کیا ہے بقول سحر، ”در مدح نواب حامد علی خان، مسند نشینی کی تہنیت پہ لکھا گیا۔ تعداد اشعار۔ ۱۷۹، اس قصیدے کا مطلقاً و مذہب نسخہ بھی ہے“

بقول آہ، ”۲۴ جمادی الآخر ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۵ فروری ۱۸۸۹ء بروز دوشنبہ عرش آشیاں نے رحلت فرمائی ایک قطعہ تاریخ اور ایک قصیدہ بھی تہنیت میں لکھا جس کی تشبیب میں معرکہ بہار و خزاں ہے۔ جس کا مطلع یہ ہے:

سلطان شرق نے جو بصد عز و افتخار

برج حمل کو آ کے کیا تخت زر نگار“

اور جلیل نے بھی ”کارنامہ امیر مینائی“ میں اس قصیدے کے جن اشعار کا انتخاب شامل کیا ہے وہ رام پور کے نسخے سے ہی کیا ہے جس میں ممدوح حامد علی خان ہیں۔ لیکن دستیاب شدہ نسخوں اور میں یہ قصیدہ کلپ علی خان کے لیے لکھا گیا ہے جس سے غالب امکان یہ ہے کہ یہ قصیدہ پہلے نواب کلپ علی خان کے لیے لکھا گیا تھا جسے بعد میں ترمیم و اضافہ کر کے حامد علی خان کی مسند نشینی پر پیش کیا گیا۔

ارکانِ افاعیل: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن رفاعلان

بحر: بحر مضارع مثنیٰ مقصورہ مخدوف

تعداد اشعار: ایک سو پینسٹھ (۱۶۵)

مطلع:

سلطان شرق نے جو بصد عز و افتخار

برج حمل کو آ کے کیا تخت زر نگار

قصیدہ دو (۲)

قصیدہ درمدح نواب کلب علی خان، دونوں نسخوں (الف اور ب) میں موجود ہے۔ نسخہ الف میں آغاز بسم اللہ سے کیا گیا ہے اور قصیدے کا عنوان ”توسن مضمون“ پینسل سے تحریر کیا گیا ہے۔ ممتاز علی آہ نے اس قصیدے کے پانچ (۵) اشعار کا انتخاب اپنی کتاب ”سیرت امیر مینائی“ میں شامل کیا ہے۔

ارکانِ افاعیل: فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

بحر: بحرِ رملِ مثنیٰ مجنون مقصورِ محذوف

تعدادِ اشعار: تہتر (۷۳)

مطلع:

شوخیِ توسن مضمون میں ہے کیا حبائے کلام
شہسواروں کے بھی آسن نہیں جتنے ہیں ہدام

قصیدہ تین (۳)

قصیدہ درمدح نواب کلب علی خان، یہ قصیدہ نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود ہے۔ ابو محمد سحر صاحب نے اس قصیدے کے مدوح نواب حامد علی خان تحریر کیے ہیں اور تعدادِ اشعار اٹھاون (۵۸) بتائی ہے۔ جلیل مانکپوری نے اپنی کتاب ”کارنامہ امیر مینائی“ میں اس قصیدے کے تینتیس (۳۳) اشعار درج کیے ہیں جس میں سے جابجا اشعار بیچ میں سے حذف کر دیے گئے ہیں، جلیل کے مطابق بھی اس قصیدے میں کل اشعار اٹھاون ۵۸ ہیں جب کہ یہ قصیدہ سو (۱۰۰) اشعار پر مشتمل ہے۔ جس سے غالب گمان یہ ہے کہ یہ قصیدہ نواب کلب علی خان کی مدح میں ہی لکھا گیا تھا بعد میں اس کا انتخاب کر کے نواب حامد علی خان کی خدمت میں بھی پیش کیا گیا جس سے سحر صاحب اور جلیل صاحب نے استفادہ کیا۔

نسخہ (ب) پر پینسل سے یہ عبارت تحریر کی گئی ہے کہ ”شبہ ہوتا ہے کہ بھوپال بھیجا گیا۔۔ واللہ اعلم“ اس قصیدے میں مدح کے دوران امیر نے ایک سے لے کر عشرہ تک گنتی کا استعمال کیا ہے۔

ارکانِ افاعیل: فاعلاتن فاعلاتن مفاعلاتن مفاعلاتن

بحر: بحرِ مجتہد مثنیٰ سالم

تعدادِ اشعار: سو (۱۰۰)

مطلع:

بہار آئی چمن میں ہے جوشِ نشوونما
ہزار گل ہوئے اک ایک شاخ سے پیدا

قصیدہ چار (۴)

قصیدہ درمدح نواب کلپ علی خان۔ یہ قصیدہ نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود ہے اور نمبرۃ امیر مینائی جناب اسرائیل احمد مینائی کی ملکیت ہے۔ امیر کے کسی تلامذہ نے اس قصیدے کا تذکرہ نہیں کیا۔
ارکانِ افاعیل: مفاعلن فعلا تن مفاعلن فعلن
بحر: بحرِ مجتث مثنیٰ سالم
تعدادِ اشعار: اڑسٹھ (۶۸)
مطلع:

کبھی جہاں میں نہ احسان زیر دست اٹھا
کہ وجہِ ظلمتِ روئے سحاب ہے دریا

قصیدہ پانچ (۵)

قصیدہ درمدح نواب کلپ علی خان، نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود ہے اور نمبرۃ امیر مینائی جناب اسرائیل احمد مینائی کی ملکیت ہے۔ اس کے کچھ اشعار ”انتخاب یادگار“ میں اور تین (۳) شعر ممتاز علی آہ نے ”سیرتِ امیر مینائی“ میں درج کیے ہیں۔ نسخہ (ب) میں پینسل سے اس بات کی صراحت کی گئی ہے کہ کچھ غیر مطبوعہ اشعار ”انتخاب یادگار“ میں درج ہیں۔
ارکانِ افاعیل: مفعول فاعلات مفاعل فاعلن رفاعلان
بحر: بحرِ مضارع مثنیٰ مقصور و مخدوف
تعدادِ اشعار: پینسٹھ (۶۵)
مطلع:

لائی ہے گل ہر ایک نہالِ چمن کی شاخ
ساقی ہمیں بھی کوئی شرابِ کہن کی شاخ

قصیدہ چھ (۶)

قصیدہ درمدح نواب کلپ علی خان، نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود ہے۔ جو نمبرۃ امیر جناب اسرائیل احمد مینائی کی ملکیت ہے۔ اس کے علاوہ امیر کے کسی تلامذہ نے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔ نسخہ (ب) پر پینسل سے تحریر کیا

گیا ”غیر مطبوعہ“۔

ارکانِ افاعیل: مفاعلن فعلاتن مفاعلن فععلن رفعلان

بحر: بحر مجتث مثنیٰ مقصورہ مخذوف

تعدادِ اشعار: چھپن (۵۶)

مطلع:

کیا خدا نے جو ایجاد عالمِ ایجاد

ظہورِ نور محمدؐ تھا اُس سے اصل مراد

قصیدہ سات (۷)

قصیدہ درمدح نواب کلہ علی خان کے صدر نشین ہونے پر، نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود ہے۔ اس

قصیدے کے کچھ اشعار انتخابِ یادگار میں چھپے ہیں اور ایک شعر ممتاز علی آہ نے بھی ”سیرتِ امیر مینائی“ میں درج کیا ہے۔

ارکانِ افاعیل: فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فععلن رفعلان

بحر: بحر رمل مثنیٰ مجنون مقصورہ مخذوف

تعدادِ اشعار: پچاسی (۸۵)

مطلع:

خواب میں طالع بیدار کا آیا جو خیال

نظر آیا مجھے اک شاہدِ خورشیدِ جمال

قصیدہ آٹھ (۸)

قصیدہ درمدح نواب کلہ علی خان، یہ قصیدہ بھی نمبر۱۰ امیر مینائی جناب اسرائیل احمد مینائی کی ملکیت ہے اور

نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود ہے۔ جلیل نے اس کے کچھ اشعار دوسرے قصیدے کے ساتھ شامل کیے

ہیں۔ دوسرے نسخے پر سرخ روشنائی سے یہ جملہ تحریر کیا گیا ہے، ”غالباً بھوپال بھیجا گیا“۔

ارکانِ افاعیل: فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فععلن رفعلان

بحر: بحر رمل مثنیٰ مجنون مقصورہ مخذوف

تعدادِ اشعار: سترسٹھ (۶۷)

مطلع:

لطف دکھلاتا ہے برسات میں کیا ابرِ چمن
آگیا ہے رخِ محبوب پہ گویا دامن

قصیدہ نو (۹)

قصیدہ در مدح نواب کلپ علی خان، نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود ہے اور نبیرہ امیر مینائی جناب اسرار نیل احمد مینائی کی ملکیت ہے۔ اس زمین میں امیر کا یہ چوتھا قصیدہ ہے جس کے بارے میں متضاد بیانات ہیں، نسخہ (الف) میں یہ قصیدہ نامکمل ہے جبکہ نسخہ (ب) میں مکمل قصیدہ موجود ہے، نسخہ (الف) پر پینسل سے یہ عبارت تحریر کی گئی ہے ”پہلے قصیدے کے اشعار میں اس کا انتخاب شامل کر دینا“، نسخہ (ب) پر سرخ روشنائی سے تحریر کیا گیا ہے کہ ”بھوپال بھیجا گیا تھا“۔ سوم یہ کہ جلیل نے اس قصیدے کو ایک دوسرے قصیدے کے ساتھ جس کا مطلع ہے ”اللہ اللہ رے بہارِ چمنستان دکن“ میں شامل کر کے اس کا انتخاب اپنی کتاب ”کارنامہ امیر مینائی“ میں شامل کیا ہے اور اس میں مدوح ”نواب میر محبوب علی خان“ ہیں۔ جلیل نے جس قصیدے کا انتخاب دیا ہے اس میں بہت سے اشعار قصیدہ آٹھ (۸) اور قصیدہ نو (۹) کے شامل ہیں، غالباً اس تحریر پر عمل کیا گیا ہے جو نسخہ (الف) پر تحریر ہے کہ برسات کے قصیدے کے ساتھ اس کا انتخاب شامل کر دیا جائے، یہی وجہ ہے کہ ہم نے نسخہ (الف) اور (ب) کے مطابق اُسی قصیدے کو ترجیح دی ہے جو اوّل لکھا گیا اور جلیل کے منتخب کردہ اشعار جو اس قصیدے میں شامل نہیں ہیں دوسرے قصیدے کے ساتھ علیحدہ سے پیش کیے ہیں۔ جلیل کے مطابق اس قصیدے میں اٹھاون (۵۸) اشعار ہیں جبکہ یہ قصیدہ تراسی (۸۳) اشعار پر مشتمل ہے۔

ارکانِ افاعیل: فاعلاتن فعلا تن فعلن فعلا تن

بحر: بحرِ رملِ مثنیٰ مجنون مقصورِ مخذوف

تعدادِ اشعار: تراسی (۸۳)

مطلع:

کان ہیں منظرِ قلقلِ مینائے سخن
ساقیا شیشے سے کہہ دے نہ رہے پنبہ دہن

قصیدہ دس (۱۰)

قصیدہ در مدح نواب کلپ علی خان، نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود ہے اور نبیرہ امیر جناب اسرار نیل

احمد مینائی کی ملکیت ہے۔ جلیل نے ”کارنامہ امیر مینائی“ میں ایک قصیدہ جس کا مطلع ہے۔

عید الاضحیٰ نے کھلایا ہے سیل لالے کا چمن
کہ شفق پھوٹی ہے دیکھ کے اس کا جو بن

اس قصیدے کا شعر نمبر ۴، ۶ اور ۱۲ میں شامل کیا ہے اور کوئی شعر مشترک نہیں ہے۔ وہ قصیدہ نامکمل ہے جس کے مطابق اس کے ۲۷ شعر شامل کیے گئے اور کل تعداد ۶۴ بتائی گئی ہے۔ جبکہ یہ قصیدہ مختلف ہے اور اس میں ۷۸ اشعار ہیں۔

ارکانِ افاعیل: فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

بحر: بحرِ رملِ مثنیٰ مقصورہ مخدوف

تعدادِ اشعار: اٹھتر (۷۸)

مطلع:

فصلِ برسات کی آئی تروتازہ ہے چمن
خندہ گل میں ہے آواز کہ آیا ساون

قصیدہ گیارہ (۱۱)

قصیدہ درمدح نواب کلپ علی خان، نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود ہے اور نمبر ۶ امیر مینائی جناب اسرائیل احمد مینائی کی ملکیت ہے۔ دوسرے نسخے میں سرخ روشنائی سے تحریر کیا گیا ہے کہ ”بھوپال بھیجا گیا“۔

ارکانِ افاعیل: فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

بحر: بحرِ رملِ مثنیٰ مقصورہ مخدوف

تعدادِ اشعار: اکتالیس (۴۱)

مطلع:

فصلِ ہولی کی ہے آیارنگ پر باغِ جہاں
ہر مکاں گلزار ہے ہر ایک محفلِ بوستاں

قصیدہ بارہ (۱۲)

قصیدہ درمدح نواب کلپ علی خان، نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود ہے جو اسرائیل احمد مینائی صاحب کی ملکیت ہے۔ داخلی بیانات کے مطابق نواب صاحب کے صحت مند ہونے کی تہنیت میں لکھا گیا۔

ارکانِ افاعیل: مفعول مفاعیل مفاعیل مفعول

بحر: بحر ہزج مثنیٰ مزاحف مقصورہ مخدوف
تعداد اشعار: تیس (۳۰)
مطلع:

نور آنکھوں میں کیوں ہے مہِ تاباں سے زیادہ
دل کیوں ہے شگفتہ گل بُستاں سے زیادہ

قصیدہ تیرہ (۱۳)

در مدح نواب کلب علی خان، نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود ہے۔ اور نبیرہ امیر مینائی اسرائیل احمد مینائی کی ملکیت ہے۔ امیر کے کسی سوانح نگار نے اس قصیدے کا کوئی شعر شامل نہیں کیا جس سے یہ پتا چلتا ہے کہ یہ قصیدہ ان کی نظر سے نہیں گذرا۔ اس قصیدے کی تشبیب میں امیر نے چاندنی رات کی خوبصورت منظر کشی کی ہے۔

ارکانِ افاعیل: مفاعیلن فعلاً تن فعلاً تن فعلن رفعلان

بحر: بحر مجتث مثنیٰ مقصورہ مخدوف

تعداد اشعار: تیرپن (۵۳)

مطلع:

وہ روشنی ہے جو کافر بھی دیکھے یہ شبِ ماہ
سفید ہو کے کہے لا اِلهَ اِلَّا اللہ

قصیدہ چودہ (۱۴)

در مدح نواب کلب علی خان، نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود ہے اور نبیرہ امیر مینائی جناب اسرائیل احمد مینائی کی ملکیت ہے۔ دوسرے نسخے پر سرخ روشنائی سے یہ عبارت تحریر ہے، ”بھوپال اور رام پور دونوں جگہ پیش کیا گیا۔“ بہار یہ تشبیب کے ساتھ اس قصیدے میں نجوم کی اصطلاحات بیان کی گئی ہیں۔

ارکانِ افاعیل: مفعول مفاعیل مفاعیل فعلن

بحر: بحر ہزج مثنیٰ مزاحف مقصورہ

تعداد اشعار: ایک سو تیس (۱۳۲)

مطلع:

پھر تازہ بہار گلِ مضمونِ جہاں ہے
پھر باغِ سخن میں روشِ باغِ جہاں ہے

قصیدہ پندرہ (۱۵)

در مدح نواب کلپ علی خان، نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود ہے جو نمبر ۱۵ امیر مینائی اسرائیل احمد مینائی کی ملکیت ہے۔ اس کے علاوہ اس قصیدے کا ایک مطلقاً و مذہب نسخہ رضا لاہوری رام پور۔ مخطوط نمبر۔ ۱۲۰۵۔ میں موجود ہے (۲۱)۔ جلیل نے ”کارنامہ امیر مینائی“ میں اس کے پینتیس (۳۵) اشعار شامل کیے ہیں اور کل تعداد اشعار پچاسی (۸۵) بتائی ہے۔ جلیل مانکپوری اور ابو محمد سحر کے بیان کے مطابق یہ قصیدہ نواب مشتاق علی خان کی مدح میں ان کی مسند نشینی کے موقع پر لکھا گیا ہے۔ اور ممتاز علی آہ نے بھی اس کے بارے میں یہ بیان دیا ہے کہ ”۲۹ جمادی الآخر ۲۵ مارچ ۱۸۸۷ء کو تیس سال کی عمر میں نواب مشتاق علی خان بہادر عرش آشاں مسند نشین ہوئے۔ حضرت نے جشن مسند نشینی کے موقع پر قصیدہ پیش کیا (۲۲)۔“

اس قصیدے کا ایک علیحدہ مجلد نسخہ بھی اسرائیل احمد مینائی صاحب کی ملکیت سے دستیاب ہوا جس میں سیاہ اور سرخ روشنائی کا اہتمام کیا گیا ہے اس کے ۸ صفحات اور مسطر (۶ x ۱۰) ہے۔ اور نسخے کے ہر صفحے پر اداریں احمد خالد مینائی کی مہر لگی ہوئی ہے۔ اس نسخے کو نسخہ (ج) قرار دیا گیا ہے۔ ممتاز علی آہ نے اسے نواب مشتاق علی خان بہادر عرش آشاں کی مدح میں لکھا ہے اور ”سیرت امیر مینائی“ میں اس کے ۱۶ اشعار شامل کیے ہیں۔ ابو محمد سحر کے مطابق اس قصیدے کے آخری شعر میں مسند نشینی کی تاریخ ہے (۲۳)۔ یہ شعر جس میں نواب مشتاق علی خان کی مسند نشینی کی تاریخ ہے ہمیں مجلد نسخے میں ملتا ہے جو ”صاحب طبل و عمل تاج و نگین سروری“ (۱۳۰۴ھ) ہے۔ ان تمام شواہد کے بعد یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ یہ قصیدہ بھی امیر نے نواب کلپ علی خان کی مدح میں ہی لکھا تھا بعد میں اس میں ترمیم و اضافہ کر کے نواب مشتاق علی خان کی مدح میں بھی پیش کیا۔

ارکانِ افاعیل: فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بحر: بحرِ رملِ مثنیٰ مقصورہ مخذوف

تعداد اشعار: پچاسی (۸۵)

مطلع:

جب سے عالم میں ہے دورِ آسمانِ چنبری
کب ہوا مجھ سا کوئی سلطانِ ملکِ شاعری

قصیدہ سولہ (۱۶)

قصیدہ در مدح نواب کلپ علی خان، نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود ہے اور نمبر ۱۶ امیر جناب اسرائیل

احمد مینائی کی ملکیت ہے۔ نسخہ (ب) میں مدوح شاہجہاں نیگم والیہ بھوپال ہیں اور اسی نسخے کے حاشیے میں مشتاق علی خان بہادر کے لیے بھی مصرع تحریر کیا گیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصیدہ بھوپال بھیجا گیا اور غالباً مشتاق علی خان کی مدح میں بھی سنایا گیا ہو۔ نسخہ (ب) میں اس قصیدے کے آغاز میں بھی سرخ روشنائی سے یہ عبارت تحریر کی گئی ہے کہ ”بھوپال بھیجا گیا“۔

ارکانِ افاعیل: مفعول مفاعیل مفاعیل فاعلن

بحر: بحر ہزج مثمن مقصور

تعدادِ اشعار: چھپاسی (۸۶)

مطلع:

توفیق مرے دل کو یا اے بارِ خدادے
ہاتھ آئے جو کونین کی دولت تو لگا دے

قصیدہ سترہ (۱۷)

قصیدہ درمدح نواب کلپ علی خان، نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود ہے، اس کے علاوہ اس کا ایک تیسرا مجلد نسخہ بھی ہے جو نمبر ۱۰ امیر مینائی جناب اسرائیل احمد مینائی کی ملکیت ہے، یہ گتے کی جلد کے ساتھ ایک قدیم مجلد نسخہ ہے جس کے تمام صفحات زرد ہیں اور نسخہ بہت زیادہ کرم خوردہ اور آب رسیدہ ہے، سیاہ اور سرخ روشنائی سے تحریر کیا گیا ہے اور آب رسیدگی کے باعث جا بجا سیاہی پھیلی ہوئی ہے۔ اس قصیدے کے کچھ اشعار ”تذکرہ انتخاب“ میں شامل کیے گئے ہیں اور اسی بات کا حوالہ ابو محمد سحر صاحب نے بھی دیا ہے۔ نسخہ کے آغاز اور اختتام پر ادیس احمد خالد مینائی کی مہر موجود ہے۔ اس نسخے میں ”ترک“ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس قصیدے میں امیر نے دورانِ قصیدہ بحر اور قافیہ تبدیل کیا ہے اس لیے یہ قصیدہ دو بحروں اور قافیوں میں ہے۔

ارکانِ افاعیل: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن / فاعلان

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بحر: بحر مضارع مثمن مقصور / مخدوف

بحر مجتث مثمن مقصور / مخدوف

تعدادِ اشعار: چھپاسی (۸۵)

مطلع:

سرما میں آئے ابر کے لکے ورق ورق
آتش کدے کا پڑھنے لگے تخیل بچے سبق

قصیدہ اٹھارہ (۱۸)

قصیدہ درمدح نواب کلب علی خان، نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود ہے اور اسرائیل احمد مینائی صاحب کی ملکیت ہے۔ امیر کے کسی تلامذہ نے اس قصیدے کا ذکر نہیں کیا۔
ارکانِ افاعیل: فاعلاتن فعلا تن فعلا تن فعلا تن فعلا تن
بحر: بحر رمل مثنیٰ مجنون مقصور مخموف
تعدادِ اشعار: چھپن (۵۶)
مطلع:

اے قلم صفحہ قرطاس بنے دشت مصاف
کہ دکھاتے ہیں سیاہی سپاہِ اہل خلاف

قصیدہ انیس (۱۹)

قصیدہ درمدح نواب حامد علی خان دامِ مملکتہم واقبالہم، نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود ہے، اور نمبرہ امیر مینائی جناب اسرائیل احمد مینائی کی ملکیت ہے۔ دوسرے نسخے پر یہ جملہ تحریر کیا گیا ہے ”حضور نظام کے یہاں معرفت خانساں پیش ہوا اس کا یہاں چرچا بھی ہے اور نقلیں بھی ہیں“۔ قصیدے میں مدوح کا نام نہیں ہے البتہ داخلی شواہد سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ ۲۶ فروری ۱۸۹۴ء کو حضور پرنور جناب نواب حامد علی خان کی نواب صاحب جاوہر کی صاحبزادی سے شادی کے موقع پر یہ قصیدہ کہا گیا (۲۴)۔
ارکانِ افاعیل: فاعلاتن فعلا تن فعلا تن فعلا تن
بحر: بحر رمل مثنیٰ مجنون مقصور مخموف
تعدادِ اشعار: ایک سو پچھتر (۱۷۵)
مطلع:

نئے انداز سے آراستہ ہو بزمِ سخن
لفظ دولہا ہو تو زیبا ہے کہ معنی ہو دلہن

قصیدہ بیس (۲۰)

قصیدہ درمدح نواب کلب علی خان، نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود ہے اور نمبر ۵ امیر مینائی جناب اسرائیل احمد مینائی کی ملکیت ہے۔، امیر کے کسی تلامذہ نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ نسخہ (ب) پر سرخ روشنائی سے تحریر کیا گیا ہے کہ ”بھوپال بھیجا گیا۔“

ارکانِ افاعیل: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

بحر: بحر مضارع مثنیٰ سالم

تعدادِ اشعار: پندرہ (۱۵)

مطلع:

ثابت ہوا ملازم سرکار عید ہے

کپڑے بدل کے حاضر دربار عید ہے

قصیدہ اکیس (۲۱)

مدح کا نام موجود نہیں ہے۔ نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود ہے اس کے علاوہ ممتاز علی آہ نے اس کے ۳۲ اشعار اپنی کتاب ”سیرت امیر مینائی“ میں شامل کیے ہیں۔ آہ لکھتے ہیں ”ایک دن بے میں کوئی کاغذ ڈھونڈ رہا تھا، حضرت کا ایک قصیدہ میری نظر سے گذرا جس میں قافیہ چمن، دہن اور ردیف ”استخوان و مو“ تھی۔ اس میں اسیر مرحوم نے دو جگہ اصلاح دی تھی، اتفاق سے اس قصیدے کی ایک نقل میرے ہاتھ آگئی لیکن اس میں جا بجا کتابت کی غلطی ہے اور الفاظ چھوٹ گئے ہیں۔ (۲۵)“ آہ کے دیے گئے انتخاب میں ایک شعر اضافی ہے جو نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود نہیں ہے جسے قصیدے میں شامل کر کے حاشیے میں اس بات کی صراحت کر دی گئی ہے۔

ارکانِ افاعیل: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

بحر: بحر مضارع مثنیٰ سالم

تعدادِ اشعار: چھیالیس (۴۶)

مطلع:

کیا ہیں میانِ باغِ بدن استخوان و مو

سنبل کی تارِ برگِ سن استخوان و مو

قصیدہ بائیس (۲۲)

مدوح کا نام موجود نہیں ہے، نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود ہے اور نبیرہ امیر مینائی اسرائیل احمد مینائی کی ملکیت ہے۔ نسخہ (ب) پر سرخ روشنائی سے ”غیر مطبوعہ“ لکھا گیا ہے۔ نہ ہی کوئی داخلی شہادت حاصل ہو سکی اور نہ امیر کے کسی تلامذہ نے اس قصیدے کا ذکر کیا ہے۔

ارکانِ افاعیل: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن / فاعلان
بحر: بحر مضارع مثنیٰ مقصور / مخذوف
تعداد اشعار: پینتیس (۳۵)
مطلع:

کیا چاندنی سے آج ہے سارا جہاں سفید
ہے اس طرف زمین، اُدھر آسمان سفید

قصیدہ تیس (۲۳)

قصیدہ در مدح نواب کلپ علی خان، نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود ہے جو نبیرہ امیر جناب اسرائیل احمد مینائی کی ملکیت ہے۔ امیر کے کسی تلامذہ نے اس قصیدے کا انتخاب شامل نہیں کیا، نسخہ (ب) میں سرخ روشنائی سے یہ عبارت تحریر کی گئی، ”بھوپال بھیجا گیا“۔

ارکانِ افاعیل: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن / فاعلان
بحر: بحر مضارع مثنیٰ مقصور / مخذوف
تعداد اشعار: ستائیس (۲۷)
مطلع:

ہے صبحِ عید عام زمانے میں ہے نشاط
کودک سے طبعِ پیس کو بڑھ کر ہے انبساط

قصیدہ چوبیس (۲۴)

مدوح کا نام موجود نہیں ہے، نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود ہے جو نبیرہ امیر جناب اسرائیل احمد مینائی کی ملکیت ہے۔ امیر کے کسی شاگرد نے اس قصیدے کا انتخاب شامل نہیں کیا، نسخہ (ب) میں سرخ روشنائی سے ”غیر مطبوعہ“ تحریر کیا گیا ہے۔ داخلی شواہد سے یہ بات پتا چلتی ہے کہ رام پور میں ہی لکھا گیا۔

ارکانِ افاعیل: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن / فاعلان

بحر: بحر مضارع مثنیٰ مقصور / مخدوف

تعدادِ اشعار: پچاس (۵۰)

مطلع:

اختر ہے ہر شکوفہ زہے اوجِ شاخسار
سورج مکھی میں ہے گلِ خورشید کی بہار

قصیدہ پچیس (۲۵)

مدوح کا نام موجود نہیں ہے، نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود ہے جو نبیرہ امیر جناب اسرائیل احمد مینائی کی ملکیت ہے۔ امیر کے کسی تلامذہ نے اس قصیدے کا انتخاب شامل نہیں کیا، نسخہ (ب) پر سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے ”بھوپال بھیجا گیا“ پڑھنے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصیدہ والیہ بھوپال کی مدح میں لکھا گیا ہے لیکن کیوں کہ کوئی واضح شہادت نہیں ہے اس لیے اس قصیدے کو ان کے نام سے منسوب نہیں کیا گیا۔

ارکانِ افاعیل: فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بحر: بحر رمل مثنیٰ مجنون سالم

تعدادِ اشعار: تینتالیس (۲۳)

مطلع:

دل میں آتا ہے کوئی آج قصیدہ کہیے
نہ لکھا ہو کبھی حسان نے ایسا کہیے

قصیدہ چھتیس (۲۶)

در مدح جناب حضور پرنور والہ خطاب معلیٰ القاب رئیس دلاور اعظم ستارہ ہند نواب شاہ جہاں بیگم صاحبہ، دامِ ملکئہا و اقباہا، یہ قصیدہ جو والیہ بھوپال کی شان میں ہیں نبیرہ امیر جناب اسرائیل احمد مینائی کی ملکیت ہے، یہ قصیدہ نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود نہیں ہے بلکہ ایک علیحدہ فائل میں سے دستیاب ہوا ہے جس میں کسی نے امیر کی مختلف تحریروں کی نقل تیار کر رکھی ہے، اس پر نہ تو کاتب کا نام تحریر ہے اور نہ ہی کوئی مہر یا اشارہ دیا گیا ہے کہ اصل نسخہ کہاں موجود ہے۔ ابو محمد سحر اور دیگر شاگردانِ امیر نے بھی اس قصیدے کا ذکر نہیں کیا۔

جلال لکھنوی کے نام امیر نے اپنے ایک خط مؤرخہ ۸ دسمبر ۱۸۹۹ء میں لکھا تھا، ”میرے چار قصیدے جو میں نے

نواب عالمگیر محمد خان کے ذریعے سے پیش کرنے کے لیے بھیجے تھے آخر میں تحقیق سے معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک سرکار عالیہ تک پہنچا اور تین کا پتہ نہیں کیا ہوئے، سوائے خون جگر کھانے اور صبر کرنے کے کیا چارہ۔ (۲۶)“

اس عبارت میں سرکار عالیہ سے امیر کی مراد نواب شاہجہاں بیگم سے ہے ان کی شان میں ایک قصیدہ جلیں مانکپوری نے ”کارنامہ امیر مینائی“ میں نقل کیا ہے یہ عید کی تہنیت میں ہے، ان کی مدح میں دوسرا قصیدہ جو ہمیں دستیاب ہوا وہ عید الاضحیٰ کی تہنیت میں ہے، اس کے بارے میں امیر نے اپنے ایک خط بنام راز رام پوری میں لکھا ہے کہ انھوں نے ”وزیر صاحب“ کے توسط سے بھیجا تھا (۲۷)۔ اگر جلیں کے نقل کردہ قصیدے کو نواب عالمگیر محمد خان کے ذریعے سے بھیجا ہوا قصیدہ مان لیا جائے تو یہ فیصلہ کرنا بے جا نہ ہوگا کہ امیر نے نواب شاہجہاں بیگم کی مدح میں جو چار قصیدے کہے تھے یہ ان ہی معدوم قصائد میں سے ایک ہے۔

ارکان افاعیل: فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بحر: بحر رمل مثنیٰ مجنون سالم

تعداد اشعار: سینتالیس (۲۷)

مطلع:

رمضان ختم ہوا، دور میں ساعنر آیا

اٹھ امیر، اب ترے اقبال کا نمبر آیا

قصیدہ ستائیں (۲۷)

قصیدہ در مدح نواب حامد علی خان بہادر، یہ قصیدہ بھی نمبر ۱۵ امیر جناب اسرار نیل احمد مینائی کی ملکیت ہے، یہ قصیدہ نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود نہیں ہے بلکہ ایک علیحدہ فائل سے دستیاب ہوا ہے جس میں کسی نے امیر کی مختلف تحریروں کی نقل تیار کر رکھی ہے، اس پر نہ تو کاتب کا نام تحریر ہے اور نہ ہی کوئی مہر یا اشارہ دیا گیا ہے کہ اصل نسخہ کہاں موجود ہے۔ ابو محمد سحر نے اپنی کتاب ”مطالعہ امیر“ میں یہ واضح کیا ہے کہ اس قصیدے کا ایک نسخہ رضا لاہیری رام پور میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ ممتاز علی آہ نے بھی ”سیرت امیر مینائی“ میں اس کے ۱۱۵ اشعار کا انتخاب شامل کیا ہے، یہ قصیدہ ۱۳۱۱ھ میں نواب حامد علی خان کی تہنیت نزول و اجلال میں لکھا گیا جس کے آخری مصرع میں تہنیت کی تاریخ پیش کی گئی ہے۔

بیارک اللہ سیر عالم کی سکندر کی طرح (۱۳۱۱ھ)

آہ لکھتے ہیں، ”تجربے اور حالاتِ زمانہ سے واقف ہونے کے لیے دنیا کے مختلف ممالک کی حضور پرنور کو سیر کرائی گئی، اس سفر سے ۱۳۱۱ھ بمطابق ۱۸۹۴ء میں آپ اپنی ریاست واپس تشریف لائے تو نزول و اجلال کے موقع پر امیر نے یہ قصیدہ

آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ (۲۸)“

ارکانِ افاعیل: فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بحر: بحرِ رملِ مثنیٰ مقصور و مخدوف

تعدادِ اشعار: پچیس (۲۵)

کس کی آمد ہے بہارِ روح پرور کی طرح
فرش ہیں آنکھیں جو زگس کی مٹھر کی طرح

قصیدہ اٹھائیس (۲۸)

قصیدہ درمدحِ تہنیتِ رونقِ افروزیِ عالی جنابِ سری مہاراجہ رھونرائن سنگھ بہادر کے سی۔ ایس۔ آئی، کاشش
نریش بدرالریاستہ رام پور اور نواب حامد علی خان۔ یہ قصیدہ بھی نمبر۴ امیر جناب اسرائیل احمد مینائی کی ملکیت ہے، یہ قصیدہ
نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود نہیں ہے بلکہ ایک علیحدہ فائل سے دستیاب ہوا ہے جس میں کسی نے امیر کی مختلف
تحریروں کی نقل تیار کر رکھی ہے، اس پر نہ تو کاتب کا نام تحریر ہے اور نہ ہی کوئی مہر یا اشارہ دیا گیا ہے کہ اصل نسخہ کہاں موجود
ہے۔ اور نہ ہی امیر کے کسی تلامذے نے اس قصیدے کا کوئی انتخاب شامل کیا ہے۔ یہ قصیدہ جنابِ سری مہاراجہ رھونرائن
سنگھ کی رام پور آمد کے موقع پر ان کی تہنیت میں لکھا گیا۔ وہ ۱۴ فروری ۱۸۹۸ء کو رام پور شریف لائے (۲۹)۔

ارکانِ افاعیل: مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

بحر: بحرِ ہزجِ مثنیٰ سالم

تعدادِ اشعار: انیس (۱۹)

مطلع:

ہزاروں دعوتوں میں عیش و عشرت کا سماں دیکھا
نہ ایسا میزباں دیکھا، نہ ایسا مہماں دیکھا

قصیدہ اونتیس (۲۹)

قصیدہ در تہنیتِ عیدِ الاضحیٰ، درمدحِ نواب شاہجہاں بیگم والیہ بھوپال۔

یہ قصیدہ نسخہ (الف) اور (ب) میں موجود نہیں ہے اس قصیدے کا ایک مجلد نسخہ نمبر۴ امیر جناب اسرائیل احمد مینائی
کی ملکیت ہے جس کی جلد پر لکھا گیا ہے ”غالباً ملکہ بھوپال کے لیے“، انتہائی دیدہ زیب نسخہ ہے جس میں سرخ و سیاہ رنگ
سے عبارت ہے اور سبز رنگ کے حاشیے سے بارڈر بنایا گیا ہے۔ آغاز بسم اللہ سے ہوتا ہے جو خوبصورت ڈیزائن کے ساتھ

تحریر کی گئی ہے۔ ۵ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کا مسطر ۱۹ × ۳۰ ہے۔ قصیدے کے پہلے اور آخری صفحے پر ادیس احمد خالد مینائی کی مہر موجود ہے۔ اس کے علاوہ نمبرۃ امیر کے پاس ہی ایک نامعلوم کاتب کے ہاتھ کی اس قصیدے کی نقل موجود ہے جس کی تحریر سے پتا چلتا ہے کہ یہ مجلد نسخے سے ہی نقل کیا گیا ہے۔

جلیل نے ”کارنامہ امیر مینائی“ میں اس کے چھٹیس (۲۶) اشعار کا انتخاب شامل کیا ہے اور کل تعداد چھیاسی (۸۶) بتائی ہے، جبکہ ابو محمد سحر صاحب نے اس کا تذکرہ انتخاب جلیل کے حوالے سے ہی کیا ہے اور ممدوح کا نام حامد علی خان تحریر کیا ہے، تعداد اشعار (۸۶) بتائی ہے۔ دستیاب شدہ نسخے میں داخلی شواہد کی مدد سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ یہ قصیدہ والیہ بھوپال شاہجہاں بیگم کی مدح میں لکھا گیا ہے۔ اور فائل میں موجود قصیدے پر پینسل سے یہ تحریر کیا ہوا ہے ”درشان شاہ جہاں“۔ جلیل نے جو انتخاب شامل کیا ہے اس میں ممدوح کا ذکر نہیں ہے البتہ گریز کے اشعار میں فرق ہے جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ جلیل نے جو انتخاب شامل کیا اس کی ممدوح نواب شاہجہاں بیگم نہیں ہیں۔ اور آخر کے جو اشعار داخلی شہادت کو طور پر پیش کیے جاسکتے تھے جلیل نے شامل انتخاب نہیں کیے۔

ارکان افاعیل: فاعلاتن فعاتن فعلتن رفعن

بحر: بحر مل ثمن مخبون مقصور ومخدوف

تعداد اشعار: چھیاسٹھ (۶۶)

مطلع:

بارک اللہ عجب نور کی سامت آئی

عید کے پردے میں اللہ کی رحمت آئی

قصیدہ تیس (۳۰) غیر مطبوعہ

قصیدہ در مدح نواب کلہ علی خان، نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود نہیں ہے، اس کا ایک مجلد نسخہ نمبرۃ امیر مینائی جناب اسرائیل احمد مینائی کی ملکیت ہے اس کے علاوہ نمبرۃ امیر کے پاس ہی ایک نامعلوم کاتب کے ہاتھ کی نقل اس قصیدے کی موجود ہے جس پر لکھی گئی تحریروں سے پتا چلتا ہے کہ یہ مجلد نسخے سے ہی نقل کیا گیا ہے اس قصیدے کے صرف یہ ہی دو نسخے دستیاب ہو سکے۔ یہ ایک خوشخط مجلد نسخہ ہے جس میں سرخ اور سیاہ روشنائی کا استعمال کیا گیا ہے، جس کا مسطر ۹ × ۵ ہے اور اس نسخہ میں بھی کرم خوردہ اور آب رسیدہ ہونے کی وجہ سے صفحات زرد ہو گئے ہیں، اس نسخے پر بھی آغاز و اختتام میں ادیس احمد خالد مینائی کی مہر لگی ہوئی ہے۔ امیر کے کسی تلامذہ نے اس کا تذکرہ نہیں کیا البتہ فائل میں موجود نقل شدہ نسخے پر ”درشان کلہ علی خان“ تحریر کیا گیا ہے۔ قصیدے کا آغاز بسم اللہ سے کیا گیا ہے۔

امیر مینائی کے غیر مطبوعہ اردو قصائد (ایک تحقیقی مطالعہ)

ارکانِ افاعیل: فاعلاتن فعلا تن فعلن رفعان

بحر: بحرِ رملِ مثنیٰ مجنون مقصور و مخدوف

تعدادِ اشعار: نواسی (۸۹)

مطلع:

خوابِ غفلت سے جو آنکھ اپنی کھلی آخرِ شب
آئی اک شکلِ نظر، بخت کا چمکا کو کرب

قصیدہ اکتیس (۳۱)

قصیدہ در مدحِ نواب کلب علی خان، نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود نہیں ہے، اس کا ایک مجلد نسخہ نمبر ۱۰ امیر مینائی جناب اسرائیل احمد مینائی کی ملکیت ہے اس کے علاوہ نمبر ۱۰ امیر کے پاس ہی ایک نامعلوم کاتب کے ہاتھ کی نقل اس قصیدے کی موجود ہے یہ قصیدہ دراصل مجلد نسخے کی نقل ہی معلوم ہوتا ہے کیوں کہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہے صرف املا میں فرق آیا ہے، اس قصیدے کے صرف یہ ہی دو نسخے دستیاب ہو سکے۔ یہ ایک خوشخط مجلد نسخہ ہے جس میں سرخ اور سیاہ روشنائی کا استعمال کیا گیا ہے، جس کا مسطر ۱۶/۲۷ سینٹی میٹر ہے اور اس نسخہ میں بھی کرم خوردہ اور آب رسیدہ ہونے کی وجہ سے صفحات زرد ہو گئے ہیں، اس نسخے پر بھی آغاز و اختتام میں ادریس احمد خالد مینائی کی مہر لگی ہوئی ہے۔ امیر کے کسی شاگرد نے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔

ارکانِ افاعیل: فاعلاتن فعلا تن فعلن رفعان

بحر: بحرِ رملِ مثنیٰ مجنون مقصور و مخدوف

تعدادِ اشعار: ستانوے (۹۷)

مطلع:

کینہ پرور ہے یہ دورِ فلکِ عربدہ جو
ہے گوارا تو اسے وصلتِ شمشیر و گلو

قصیدہ بیس (۳۲)

قصیدہ در مدحِ نواب کلب علی خان، نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود نہیں ہے، اس کا ایک مجلد نسخہ نمبر ۱۰ امیر مینائی جناب اسرائیل احمد مینائی کی ملکیت ہے اس کے علاوہ نمبر ۱۰ امیر کے پاس ہی ایک نامعلوم کاتب کے ہاتھ کی نقل اس قصیدے کی موجود ہے یہ قصیدہ دراصل مجلد نسخے کی نقل ہی معلوم ہوتا ہے کیوں کہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہے صرف املا

میں فرق آیا ہے، اس قصیدے کے صرف یہی دو نسخے دستیاب ہو سکے۔ یہ ایک خوشخط مجلد نسخہ ہے جس میں سرخ اور سیاہ روشنائی کا استعمال کیا گیا ہے، جس کا مسطر ۲x۱۷ سینٹی میٹر ہے اور اس نسخہ میں بھی کرم خوردہ اور آب رسیدہ ہونے کی وجہ سے صفحات زرد ہو گئے ہیں، اس نسخے پر بھی آغاز و اختتام میں ادیس احمد خالد مینائی کی مہر لگی ہوئی ہے۔ امیر کے کسی تلامذہ نے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔

ارکانِ افاعیل: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
بحر: بحر مضارع مثنیٰ مقصورہ مخذوف
تعداد اشعار: باسٹھ (۶۲)
مطلع:

آتی نہیں ہے مجھ کو کبھی زلفِ یار ہاتھ
بڑھ جائے کیوں نہ شوق میں سودا ہزار ہاتھ

قصیدہ تینتیس (۳۳)

قصیدہ در مدح نواب کلپ علی خان، نسخہ (الف) اور (ب) دونوں میں موجود نہیں ہے، اس کا ایک مجلد نسخہ نبیرہ امیر مینائی جناب اسرار بیل احمد مینائی کی ملکیت ہے اس کے علاوہ نبیرہ امیر کے پاس ہی ایک نامعلوم کاتب کے ہاتھ کی نقل اس قصیدے کی موجود ہے یہ قصیدہ دراصل مجلد نسخے کی نقل ہی معلوم ہوتا ہے کیوں کہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہے صرف املا میں فرق آیا ہے، چوں کہ اس قصیدے کے صرف یہی دو نسخے دستیاب ہو سکے اس لیے مجلد نسخے کو ہی بنیادی ماخذ قرار دیا گیا ہے۔ یہ ایک خوشخط مجلد نسخہ ہے جس میں سرخ اور سیاہ روشنائی کا استعمال کیا گیا ہے، جس کا مسطر ۲x۱۷ سینٹی میٹر ہے اور اس نسخہ میں بھی کرم خوردہ اور آب رسیدہ ہونے کی وجہ سے صفحات زرد ہو گئے ہیں، اس نسخے پر بھی آغاز و اختتام میں ادیس احمد خالد مینائی کی مہر لگی ہوئی ہے۔ امیر کے کسی تلامذہ نے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔

ارکانِ افاعیل: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
بحر: بحر مضارع مثنیٰ سالم
تعداد اشعار: اُناسی (۷۹)
مطلع:

آفاق میں یہ کشتِ باراں ہے آج کل
پیدا تو رِ خاک سے طوفان ہے آج کل

قصیدہ چوتیس (۳۴)

قصیدہ در تہنیت عید، بحضور قدرداں فیض رساں نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ، کراؤن آف انڈیا ریسیس دلاورا عظم طبقہ اعلیٰ ستارہ ہند والیہ بھوپال دام ملکہاوا قبائلہا۔

اس قصیدے کا کوئی مجلد یا خوشخط نسخہ دستیاب نہیں ہو سکا، نہ ہی امیر کے کسی تلامذہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ صرف نبیرہ امیر اسرائیل احمد مینائی کے کاغذات میں موجود فائل میں یہ قصیدہ ملتا ہے۔ اس لیے اسی کو شامل کیا گیا ہے، البتہ بھوپال بھیجے جانے والے قصائد میں سے ایک یہ بھی ہے جس کا تذکرہ خود امیر نے اپنے خط میں کیا تھا جو جلال لکھنوی کے نام مورخہ ۸ دسمبر ۱۸۹۹ء کو لکھا تھا (۳۰)۔

ارکانِ افاعیل: مفاعیلن فعلا تن مفاعیلن فعلا تن مفاعیلن

بحر: بحر مجتث مشمن مقصور رمنخزوف

تعدادِ اشعار: اکیا سی (۸۱)

مطلع:

بہار عید کی دکھلا رہی ہے طرفہ سماں

کہ بلبلوں سے گلے ملتے ہیں گلِ ریحاں

قصیدہ پینتیس (۳۵)۔ ناقص الاول

قصیدہ در مدح نواب کلپ علی خان۔ یہ قصیدہ ایک علیحدہ مجلد قلمی نسخے میں موجود ہے۔ جس کا مسطر ۹×۱۵ انچ ہے، سرخ اور سیاہ روشنائی کا استعمال کیا گیا ہے۔ اس نسخے میں پہلے ایک قصیدہ مطبوعہ موجود ہے جو مراۃ الغیب میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کے بعد یہ قصیدہ شروع ہوتا ہے لیکن یہ قصیدہ آغاز سے ناقص ہے۔ ہمیں اس قصیدے کے بارے میں کوئی معلومات کہیں سے حاصل ہوئی نہ ہی اس کا کوئی مصرع امیر کے کسی شاگرد یا تحقیق نگار نے اپنی تحریر میں شامل کیا ہے۔ نہ ہی اس کی موجودگی کی کوئی نشانی پائی جاتی ہے۔ اسی لیے ہم نے اس ناقص الاول قصیدے کو غیر مطبوعہ قصائد میں شامل کر دیا ہے تاکہ آنے والے دنوں میں مزید تحقیق کرنے والوں کے لیے اس کی موجودگی کا کوئی پتا موجود ہو۔ یہ نسخہ نبیرہ امیر جناب اسرائیل احمد مینائی کی ملکیت میں ہے۔ اس مخطوطے کے صفحات زرد ہیں، نہ ہی اس پر کسی کاتب کا نام ہے نہ ہی کوئی ترقیمہ وغیرہ موجود ہے۔ نسخے کے اختتام پر ادریس احمد خالد مینائی کی مہر موجود ہے۔

ارکانِ افاعیل: فاعلاتن فعلا تن فعلا تن فعلا تن/فاعلاتن

بحر: بحر رمل مشمن مجنون مقصور رمنخزوف

تعداد اشعار: چھالیس (۴۶)

اس طرح جال میں لاتے ہیں موکل کو وکیل
جیسے جالے میں پھنساتا ہے مگس کو مکڑ

قصیدہ چھتیس (۳۶)۔ (ناقص الآخر)

مدوح نامعلوم۔ یہ قصیدہ نبیرہ امیر مینائی جناب اسرار بیل احمد مینائی کے ذخیرے سے دستیاب ہوا ہے۔ یہ ایک علیحدہ مجلد نسخہ ہے جس میں دو قصیدے ہیں۔ پہلا قصیدہ (قصیدہ ہذا) ناقص الآخر ہے اس کے صرف نو (۹) اشعار دیے گئے ہیں۔ جبکہ دوسرا قصیدہ ناقص الاول ہے جو ایک اور قصیدے کا حصہ ہے۔ نسخہ کرم خوردہ اور آب رسیدہ ہے۔ صفحات زرد ہیں، سرخ و سیاہ روشنائی کا استعمال کیا گیا ہے۔ نسخے کے آخری صفحے پر اداریس احمد خالد مینائی کی مہر موجود ہے۔

ارکان افاعیل: فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن رفعلان

بحر: بحر رمل مثنیٰ مخبون مقصور و مخذوف

تعداد اشعار: نو (۹)

مطلع:

چمن آرا جو ہوا حکم خداوند زماں
داسے کن سے نمودار ہوا نخل جہاں

حواشی:

- (۱) ابو محمد سحر، مطالعة امیر (لکھنؤ: نیم بک ڈپو، ۱۹۶۵ء)، ص ۶۸۔
- (۲) منشی ممتاز علی آہ، سیرت امیر مینائی (لکھنؤ: ادبی پریس، ۱۹۴۱ء)، ص ۴۔
- (۳) حافظ احمد علی خان شوق، تذکرہ کاملان رام پور (پٹنہ: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۱۹۸۶ء)، ص ۶۲۔
- (۴) مثنوی دہوتہ نامہ امیر کی ایک غیر مطبوعہ مثنوی تھی جسے ڈاکٹر ظفر اقبال نے رسالہ ”تحقیق“ جلد ۱۸، ۲۰۱۰ء، جامشورو میں اپنے مضمون کے ساتھ شائع کیا۔
- (۵) نواب کلب علی خان کا انتقال ۲۷ جمادی الآخر، ۱۳۰۴ھ بمطابق ۲۳ مارچ ۱۸۸۷ء کو ہوا۔
- (۶) ”مرآة الغیب“ امیر کا پہلا دیوان ۱۲۹۰ھ میں طبع ہوا۔
- (۷) ”صنم خانہ عشق“ امیر کا دوسرا دیوان ۱۳۱۳ھ میں طبع ہوا۔
- (۸) ”محامد خاتم النبیین“ امیر کا تیسرا دیوان ۱۲۸۹ھ میں طبع ہوا۔
- (۹) ”مجموعہ واسوخت“ امیر کے چھ (۶) واسوخت کا مجموعہ جو ”مینائے سخن“ کے نام سے ۱۹۲۱ء میں شائع ہوا۔
- (۱۰) ”قصائد امیر“ امیر کے سات (۷) قصائد جو مرآة الغیب کا حصہ ہیں علیحدہ سے مکتبہ سلطانی ممبئی سے ۱۹۲۹ء میں شائع ہوئے۔

امیر مینائی کے غیر مطبوع اردو قضا (ایک تحقیقی مطالعہ)

- (۱۱) شمس الحق سجاولی میکش، یادگار امیر مینائی (دہلی: مطبع رحمانی، ۱۹۰۳ء) ص ۱۶
- (۱۲) ابو محمد سحر، مسحولہ بالا، ص ۶۸۔
- (۱۳) نجم الغنی نجی رامپوری، آثار الصنادید، جلد دوم (لاہور: ملک بک ڈپو، ۱۹۹۸ء) ص ۱۵۶۔
- (۱۴) ممتاز علی آہ، مسحولہ بالا، ص ۸۵۔
- (۱۵) ابو محمد سحر، مسحولہ بالا، ص ۲۲۰۔
- (۱۶) ایضاً ص ۲۲۲۔
- (۱۷) کریم الدین احمد، امیر مینائی اور ان کے تلامذہ (لاہور: آئینہ ادب چوک مینار، ۱۹۸۲ء) ص ۳۸۶-۳۸۹
- (۱۸) ایضاً ص ۳۸۹۔
- (۱۹) نیرنگ دہلی (امیر نمبر) ص ۹۷۔
- (۲۰) ممتاز علی آہ، مسحولہ بالا، ص ۹۷۔
- (۲۱) ابو محمد سحر، مسحولہ بالا، ص ۲۲۰۔
- (۲۲) ممتاز علی آہ، مسحولہ بالا، ص ۱۱۰۔
- (۲۳) ابو محمد سحر، مسحولہ بالا، ص ۲۱۰۔
- (۲۴) نجم الغنی نجی رامپوری، مسحولہ بالا، ص ۳۵۳۔
- (۲۵) ممتاز علی آہ، مسحولہ بالا، ص ۵۰۔
- (۲۶) احسن اللہ ثاقب، مکاتیب امیر مینائی (لکھنؤ: مطبع ادیبیہ، لاٹوش روڈ، ۱۹۸۲ء) ص ۳۵۸۔
- (۲۷) ایضاً ص ۳۰۹۔
- (۲۸) ممتاز علی آہ، مسحولہ بالا، ص ۱۱۸۔
- (۲۹) نجم الغنی نجی رامپوری، مسحولہ بالا، ص ۳۸۸۔
- (۳۰) احسن اللہ ثاقب، مسحولہ بالا، ص ۳۵۸۔

مآخذ:

- آہ، منشی ممتاز علی، سیرت امیر مینائی، لکھنؤ: ادبی پریس، ۱۹۴۱ء۔
- احمد، کریم الدین، امیر مینائی اور ان کے تلامذہ، لاہور: آئینہ ادب چوک مینار، ۱۹۸۲ء۔
- ثاقب، احسن اللہ، مکاتیب امیر مینائی، لکھنؤ: مطبع ادیبیہ، لاٹوش روڈ، ۱۹۸۲ء۔
- جلیل مانکپوری، سوانح امیر، ۱۳۴۷ھ۔
- سحر، ابو محمد، مطالعہ امیر، لکھنؤ: نسیم بک ڈپو، ۱۹۶۵ء۔
- سحر، ابو محمد، اردو میں قصیدہ نگاری، لکھنؤ: مطبع نظامی پریس، ۱۹۸۹ء۔
- شوق، حافظ احمد علی خاں، تذکرہ کاملان رام پور، پٹنہ: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۱۹۸۶ء۔
- صدیقی، آفتاب احمد، صہبائے مینائی، ڈھاکا: مکتبہ عارفین، سن ندارد۔
- عباسی، عرفان، دبستان امیر مینائی، لکھنؤ: نظامی پریس، ۱۹۸۵ء۔
- علوی، امیر احمد، طرۃ امیر، لکھنؤ: انوار المطابع، ۱۹۲۸ء۔
- میکش، سجاد علی شاہ، شمس الحق، یادگار امیر مینائی، دہلی: مطبع رحمانی، ۱۹۰۳ء۔

امیر مینائی کے غیر مطبوعہ اردو قضا (ایک تحقیقی مطالعہ)

- مینائی، امیر احمد، محامد خاتم النبیین، لکھنؤ: نول کشور، ۱۹۳۰ء۔
- _____، مرآۃ الغیب (دیوان اول)، لکھنؤ: مکتبہ کلیان، سن ندارد۔
- _____، دیباچہ: امیر اللغات، جلد اول و دوم (یک جا)، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۹ء۔
- _____، مرآۃ الغیب، لکھنؤ: مطبع نامی، منشی نول کشور، سن ندارد۔
- _____، صنم خانہ عشق، آگرہ: مطبع مفید عام، ۱۹۸۶ء۔
- _____، دو قصیدے: نواب و شاہ بیگم کے حضور، مشمولہ ماہنامہ ادبی دنیا لاہور (مارچ ۱۹۷۰ء)۔
- _____، امیر اللغات، جلد سوم، مرتبہ: ڈاکٹر رؤف پارکھی، لاہور: اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۰ء۔
- _____، امیر مینائی کا ایک غیر مطبوعہ قصیدہ، مشمولہ نگار لکھنؤ (جولائی ۱۹۵۴ء)۔
- _____، محامد خاتم النبیین، لکھنؤ: نول کشور، ۱۸۷۸ء۔
- _____، ذکر شاہ انبیا اور محامد خاتم النبیین، حیدرآباد دکن: مطبع سیدی، ۱۳۰۵ھ۔
- _____، یادگار انتخاب، لکھنؤ: تاج المطابع، ۱۲۹۰ھ۔
- _____، صنم خانہ عشق، ناقص الاول، ۱۳۱۳ھ۔
- _____، صنم خانہ عشق، لکھنؤ: مطبع تنج بہادر، ۱۸۹۶ء۔
- _____، قصائد امیر مینائی، بمبئی: مکتبہ سلطانی، ۱۹۲۹ء۔
- _____، دیوان امیر (مرآۃ الغیب)، لکھنؤ: نول کشور، ۱۹۲۲ء۔
- _____، مینائے سخن (مجموعہ واسوخت)، لکھنؤ: دائرہ ادبیہ، ۱۹۲۱ء۔
- _____، دیوان امیر، لکھنؤ: نول کشور، ۱۹۱۳ء۔
- نجفی، نجم الغنی رامپوری، آثار الصنادید، جلد اول و دوم، لاہور: ملک بک ڈپو، ۱۹۹۸ء۔

رسائل و جرائد:

تحقیق جاشور (۱۹۹۶ء، ۱۹۹۷ء، ۲۰۱۰ء)

نیرنگ دہلی، امیر نمبر (۱۹۳۰ء)